DAMAGE BOOK

188522

UNIVERSAL LIBRARY

OU_188522

UNIVERSAL LIBRARY

OSP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۵۷۴ Accession No. U 1647

Author شیو پرشاد

Title آئینہ تاریخ نما

This book should be returned on or before the date last marked below.

AINAI TARIKH NUMA

آئینۂ تاریخ نما

BY

RAJAH SIVAPRASAD, C.S.I.

حصّۂ اوّل

راجہ شیو پرشاد ستارۂ ہند نے

اپنی کتاب مؤلفہ ہندی موسوم بہ

इतिहास तिमिरनाशक

سے اُردو مین ترجمہ کیا

بعد تصحیح و تحشی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی

حسب الحکم جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی

گورنمنٹ پریس الہ آباد مین طبع ہوا

8th Edition 2,000 Copies, Price per Copy, six annas. } ۱۸۷۷ء { طبع ہشتم ۲۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۶/

(cked 1918)
/64)

Checked 1975

آئینہ تاریخ نما

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7

پہلا حصہ

کیا دنیا مین ایسے بھی لوگ ہین جنکو اس امر کے سُننے کا شوق نہو کہ اونکے باپ دادا اور بزرگون کا کیا حال تھا اور اونکے زمانے کے آدمیون کا طور اور طریقہ بسر اوقات اور سرکار دربار کا کس وضع پر تھا اور ملک کی کیا حالت تھی اور کون کون سے راجا اور بادشاہ کس کس عہد مین اور کس طرح سے حکمران رہے اور کیسا کیسا ظلم اونھون نے رعایا پر کیا اور کیسی کیسی مصیبتین کس کس مقام پر یہان کے باشندون پر گذر گئین جس سے اونکی حالت مین انقلاب زمین و آسمان کا ہو گیا پس باپ دادا اور بزرگ تو درکنار اب ہم اس کتاب مین اوس زمانے سے لیکر جس سے آگے کا کسی کو کچھہ حال مفصل معلوم نہین ہے آج تک کا کچھہ احوال مختصر اپنے ملک کا قلمبند کرتے ہین جسکو بگوش رغبت سُننا چاہیے

یون یافت ہوا ہی کہ ہندوستان مین قدیم الایام مین سورج بنسی اور چندر بنسی
راجا حکمران رہے ہین چنانچہ سورج بنسیون مین سے پہلا راجا اکشواکو
ہوا جو بیوسوت منو کا بیٹا تھا اور جسکی دار السلطنت اجودھیا تھی اوسکی
پچپنوین پشت کے بعد اس خاندان مین راجا رام چندر راجا ہوئے
اونھون نے تعمیل حکم اپنے والد کے ۱۴ برس تک جنگل مین بود و باش
اختیار کی اتفاقاً اوکی لڑکی جسکا نام ایلا تھا بدھ کے ساتھ جو چندرما کا بیٹا
تھا منسوب ہوئی اور پرورا اوسکا بیٹا پرتشٹھان پور مین جسکو اب جھونسی
کہتے ہین اور گنگا پار مقابل الہ آباد کے واقع ہی آکر چندر بنسیون مین سے پہلا راجا ہوا
پران سے ثابت ہے کہ اوسی پرورا کی پینتالیسوین پشت مین مہاراج
یدھشٹر پیدا ہوئے اور محاربۂ عظیم مہابھارت مین جو کرکشیتر کے میدان مین
واقع ہوا اپنے چچازاد بھائی جرجودھن کو جو ہستناپور کا راجا تھا مار کر
اور خود اندرپرست یعنی دلی کا تخت چھوڑ کر اپنے بھائیون کے
ساتھ کوہستان ہمالیہ مین چلے گئے اور راجا پرکھشت پوتا اونکے
بھائی ارجن کے تخت دلی مین جا کر تخت نشین ہوا راجا پرکھشت
سے لیکر چھبیسوین پشت تک اوسی کے خاندان کے راجا دلی مین سلطنت
کرتے رہے لیکن چھبیسوین پشت مین راجا کشیمک ایسا غافل اور
بد اقبال پیدا ہوا کہ اوسکا وزیر اوسکو قتل کرکے تب شری گدی پر بیٹھ گیا

اندرپرست کا راجا بنگیا اور مین بعد اوسکے خاندان کے راجا چودہ پشت تک مسند آرای حکومت رہے بعد اسکے جس طور سے کہ وہ راج آیا تھا اوسی طرح دوسرون کے ہاتھہ چلا گیا یعنی سولہوین پشت مین تیسرے خاندان کے لوگ اوس ملک کے مالک ہوئے لیکن جب اونکی بھی نوین پشت مین راجا پال نے غرور اور بدمزاجی سے رعیت اور سپاہ کو تنگ کیا تب کماؤن کے راجا سکھونت نے فوجکشی کر کے راجپال کو قتل کیا اور اندرپرست کو اپنی قلمرو مین شامل کر لیا بعد اسکے بکرمادت نے اوس پہاڑی راجا کو بھی گدی پر سے اوتارا سارے ملک مین اپنا سکہ جاری کیا

می عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی
آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی

الغرض ادھر تو یہہ لوگ یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے اور ادھر مگدہ دیش مین جراسندھ کے بعد جسکی دار السلطنت راجگرہ تھی اور جسے مہاراج جدشٹر کے بھائی بھیم نے کرشن کی امداد سے قتل کیا تھا اوسکی اولاد مین بائیس راجا بیشت در بیشت راج کرتے رہے پھر اوس بھی آخری راجا کو جسکا نام رپنجی تھا اوسکے وزیر سونک نے قتل کیا اور اوسکے تخت پر آپ بیٹھہ گیا

چونکہ یہہ متحقق ہو چکا ہی کہ اگلے زمانے کی کوئی تاریخ ایسی معتبر نہین ملتی کہ

राजपाल
कमाऊ
सुखवन्त
विक्रमादित्य
जुरासंध
राजगृह
भीम · कृष्ण
रिपुंजय
सुनक

جس سے اوس زمانے کا احوال مفصل اور سلسلہ وار معلوم ہو جائے اسلیئے اب ہم سکندر کے وقت سے حالات گذشتہ کا خلاصہ لکھنا شروع کرتے ہین +

مخفی نرہے کہ پچھم کے ملک والون کی چڑھائیون کا حال جو کچھ پایۂ ثبوت کو پہونچا ہی وہ اس طرح قلمبند کیا جاتا ہی کہ تین سو اٹھائیس سن پیشتر عیسی مسیح کے یونان کے سکندر اعظم نے ایران کے بادشاہ عالی تبار دارا کو شکست دیکر

ہندوستان پر چڑھائی کی تھی اوس زمانے مین مگدہ دیش کا راج سونک کے گھرانے سے بعد از حکمرانی چار پشت کے تکشک کے خاندان مین جنکو ناگ بنسی کہتے ہین منتقل ہو گیا تھا چنانچہ دس پشت تک برابر ان ناگ بنسی راجاؤن نے راج کیا آخری راجا اس بنس کا مہانند ہوا اسکے عہد سلطنت مین تمام ہندوستان مین دین بدھ کا مروج تھا صرف کہین کہین کے باشندے مثل بنارس و قنوج وغیرہ کے بید کو مانتے تھے +

तक्षक

महानन्द

فارسی تواریخون مین لکھا ہی کہ سکندر قنوج تک آیا لیکن یہہ بات محض غلط اور بے اصل معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکے ہمراہیون نے اپنی یونانی کتابون مین درج کیا ہی کہ وہ دریای ستلج کے کنارے سے آگے نہین بڑھا +

اگرچہ سکندر اعظم نے ایک لاکھہ بیس ہزار فوج کے ساتھہ دریای سندھ پر پل باندھکر عبور کیا تھا لیکن دریای جھیلم کے ہطرف کل کیا یہ ہزار سوار اور تھا سب راجاؤن نے کوہستان اور سندھ ساگر دواب کے اسکی اطاعت

قبول کی مگر پنجاب کا راجا جو کہ شاید پورس یا پور کی اولاد مین تھا اوس سے لڑنے کو طیار ہوا جہلم کے اس پار تیس ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بہت سے ہاتی لیکر سکندر سے آ مقابل ہوا +

تین پہر تک خوب زور شور سے میدان کارزار گرم رہا بعد اسکے راجا کی فوج شکست کھا کر بھاگی لیکن راجا نے جب بھی میدان سے مُنھہ نہ پھیرا بلکہ اپنے ہاتی پر میدان مین ثابت قدم رہا سکندر اوسکی یہہ بہادری دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور راجا سے کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم ہمارے پاس چلے آؤ گے تو تمھاری جان بخشی کیجائیگی بلکہ تمھاری عزت اور حرمت مین کسی طرح فرق نہ آئیگا راجا اس پیام پادشاہ کو قبول کر بیباکانہ بلا تکلف سکندر کے پاس چلا گیا سکندر اوسے دیکھکر بولا کہ اب ہم تمھارے ساتھہ کس طور سے پیش آئین راجا نے جواب دیا کہ جس طور پادشاہ پادشاہون کے ساتھہ پیش آتے ہین سکندر یہہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور تمام ملک اوسکا اوسی کو بخش دیا بلکہ تھوڑا سا اور بھی اپنی طرف سے عنایت کیا بعد اسکے سکندر ستلج کے کنارے پر آیا لیکن فوج اسکی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیون نے آگے بڑھنے سے عذر کیا تب سکندر نے لاچار ہوکر وہین سے مراجعت کی سوای اسکے یہہ بھی متخیل ہوتا ہی کہ اوس وقت مگدھ دیش کے راجا مہانند کی فوج مین جو ناگ بنسی خاندان مین تھا چھہ لاکھہ پیادے اور بیس ہزار

سوار اور نو ہزار ہاتی تھے شاید اوسی کا رعب اور خوف سداہ سکندر کا ہوا
الغرض مگدہ کا راجا مہانند اپنے وزیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اوسکے آٹھ
بیٹون نے ملک بارہ برس تک راج کیا لیکن نوان چندر گپت نامی ایک لڑکا
نائن کے پیٹ سے ایسا زبردست پیدا ہوا کہ اوسنے چانک برہمن کی مدد
سے اپنے تمام بھائیون کو مروا ڈالا اور سارے راج کو اپنے تحت قبضہ مین
کر لیا اور بلکہ ایسا صاحب اقبال ہوا کہ بابل کے یونانی بادشاہ سلیوکس
کی لڑکی سے اپنی شادی کی اور دس پشت اوسی کے خاندان مین وہ راج رہا
اور یہہ بھی بات قابل یاد رکھنے کے ہی کہ اوسی کے وقت مین ایک ایلچی
مگاستھنیز نامی سلیوکس کے دربار سے یہان آیا تھا اور اوسی کے بیان سے
یونانیون کو ہندوستان کے حالات اور رسم سے اطلاع ہوئی تھی
ہندوون کے شاستر مین لکھا ہی کہ برہمنون نے تمام ہندوستان کو گمراہ اور
بیدین جانکر یعنی سارے ملک کو بیدین بدّہ کا دیکھکر ابد گر کے اوپر جسکو ابو کا
پہاڑ کہتے ہین ایک اگن کنڈ یعنی آتشکدہ بنایا اور وہان دیوتاؤن نے آپ
اگنکر چار مورتین اوس کنڈ مین ڈالدین اون مورتون سے اگن کل کے
چار چھتری یعنی پرمر خواہ پرمار چوہان سولنکی اور پریہار پیدا ہوئے
مقصد اس بیان کا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید اون برہمنون نے اون چار
آدمیون کا شاستر کی رو سے از سر نو دوبارہ جنم ٹھہرایا ہی اور اس وجہ سے

اونکو اصلی چھتری قرار دیا ہی اون مین سے پرمر خاندان والے جو کہ پوار کہلاتے ہین یہانتک بڑھے کہ وہ ایک وقت مین تمام ہندوستان کے راجا ہو گئے ان اگن کلون نے بدھ کے دین والون کو قتل کرکے ہندوستان سے نکالنا اور برہمنون کے مذہب کو نئے سر سے قائم اور جاری کرنا شروع کیا راجہ اسی پرمر بنس مین ستاون برس قبل از تولد عیسی مسیح کے راجا بکرماجیت اجین کے تخت پر بیٹھا اور سب راجاؤن کو اپنا باجگذار کیا

اگرچہ یہہ راجا ایسا صاحب عزم اور جلیل الشان اور غریب پرور اور ایک ایسے وسیع ملک کا تھا کہ آج تک جسکا سمت جاری ہی لیکن کیفیت اوسکی عمارتی اور انکسار کی یہہ تھی کہ چٹائی پر سوتا اور ہمیشہ سپرا ندی سے پانی کا تونبا خود جاکر بھر لایا کرتا تھا

اگرچہ بعد راجا کے اجین کے راجا لوگ بکرماجیت کے وقت سے لیکر مسلمانون کی اول چڑھائی تک اکثر نامی اور بلند اقبال ہوتے رہے لیکن اندر بنس کے راجاؤن کی طاقت حشمت اور شان و شوکت اونسے بدرجہا زیادہ تھی

چنانچہ اہل روم بھی اپنی کتابون مین ان راجاؤنکی عظمت کے معترف ہین دار السلطنت اس راج کا ملک مگدھ دیس مین پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ اور عظیم آباد کہتے ہین بانی اس اندر بنس کا ایک شودر تھی وہ شودر اپنے مالک کن بنس کے آخری راجا کو قتل کرکے خود راجا بن گیا تھا اور حقیقت حال اس اندر بنس کی یہہ ہی کہ جب

पाटलीपुत्र

خاندان چندرگپت کا نیست و نابود ہوگیا تب سنگ بنسی راجا دس پشت تک
حکومت کرتے رہے اور جب اس خاندان کا بھی خاتمہ ہوگیا تب کن بنسی راجا
بجای اونکے تخت نشین ہوئے +

راجا مہا کرن اسی اندر بنس مین ہوا ہی جسکی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی اور
سخاوت کا چرچا آج تک حاتم کیطرح شہرہ آفاق ہی +

کن بنس مین چار راجا ہوئے اور اندر بنس کے آخری راجا کا نام پلوم تھا
یہہ پلوم بھی ہندوستان کا اتنا بڑا نامی راجا ہوا کہ اسکی سلطنت کا شہرہ پुلोम
چین تک پونہچا جب راجای پلوم اپنے اخیر وقت مین غم رنجور ہوکر گنگا مین
ڈوب مرا تب بجای اوسکے رام دیو اوسکا سپہ سالار مسند حکومت پر بیٹھا اور
اسنے سمندر کے کنارے سے لیکر کشمیر تک سارے راجاؤن کو اپنا فرمانبردار کیا
بعد اوسکے مرنیکے اسی طرح اوسکی فوج کا سردار پرتاب چند راجا ہوا +

اسی پرتاب چند کے عہد مین نوشیروان بادشاہ ایران نے ہندوستان
پر لشکر بھیجا تھا اور جسقدر خراج اوس ملک کا باقی رہ گیا تھا سب پرتاب چند
سے دام دام وصول کرلیا نوشیروان کا عدل و انصاف آج تک مشہور و
معروف ہی یہہ بادشاہ سنہ ۵۳۱ع مین تخت نشین ہوا تھا + سنہ ۵۳۱ع

پرتاب چند کے مرنیکے بعد یہان کا راج ایسا ابتر اور غارت ہوا کہ اوسکے
تمام صوبہ دار اپنے اپنے صوبے دبا بیٹھے اور سب جدا جدا راجا بن گئے +

مورخون نے ان سب ناظمون کی طوائف الملوکی کو راجا اندر کے خاندان کا
راج لکھا ہی اوس زمانے مین چھتریون سے راج بالکل جاتا رہا تھا اور برہمن سے
لیکر شدر راہیر اور پہاڑی جنگلی تک علاقہ بکدہ الہ آباد متھرا کاشی قنوج
وغیرہ مین سب خودمختار ہو کر راج کرنے لگے تھے گویا ناؤ کی رات مین جنے
... بہہ گئے تھے

اسی نوشیروان کی فوج نے بلبھی پور کو جو دیو بنسکے راجاؤن کا گجرات مین
قدیم دارالسلطنت تھا بالکل غارت اور مسمار کر دیا تھا یہانتک کہ راجا کے
کنبے مین سے کسی کو زندہ اور سلامت نہ چھوڑا

یہ لوگ دیو بنسکے راجا اپنے تئین رام چندر کے فرزند لو کی اولاد مین
بتاتے ہین غرض بلبھی پور سے صرف ایک رانی پشپاوتی زندہ بچ کر ملیکر
کے کسی غار مین جا کر چھپ رہی تھی لیکن وہ رانی حمل سے تھی اوس جگہہ اوسکے
ایک لڑکا پیدا ہوا اور نام اوسکا گوہ رکھا گیا آخر گوہی لڑکا ایدر کو عمل مین لا کر
وہان کا راجا ہوا اور کہتے ہین کہ نوشیروان کی پوتی سے بیاہ کیا

گوہ کے بعد ایدر کی گدی پر آٹھ راجا بیٹھے آٹھوین راجا کا چھوٹا لڑکا جسکا
نام بابا تھا اپنے باپ کے قتل ہونیکے بعد بھانڈیر کیطرف بھاگ گیا اور وہین گڑریون مین
پرورش پا کر اوسنے ہوش سنبھالا اور قریب سنہ ۷۲۸ع کے دہلی سے چتور مین آکر رہنے لگا
اوسی زمانے مین مسلمانون کے پیغمبر محمد کی وفات کے بعد اونکے دوسرے

ا

خلیفہ عمرؓ نے ایران کو فتح کر کے کچھ فوج ہندوستان کی طرف بھیجی تھی مگر اوّل ہی لڑائی مین اوس لشکر کا سردار مارا گیا بعد اسکے خلیفہ چہارم علیؓ نے فوج بھیجکر دریای سندھ کے کنارے کا تھوڑا سا ملک فتح کر لیا تھا مگر علیؓ کے شہید ہونے کے بعد مسلمان لوگ خود اوس ملک مفتوحہ کو چھوڑ کر چلے گئے +

سنہ ۷۱۱ء

پھر سنہ ۷۱۱ء مین خلیفہ ولید کے زمانے مین مسلمانون کی فوج نے بڑے بڑے معرکے کیئے یہان تک کہ تمام سندھ مین اون لوگون نے عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باجگذار کیا تین برس کے بعد اوسی فوج کے سپہسالار محمد بن قاسم نے چڑھائی کی اور گجرات کو فتح کر کے چتوڑ کی جانب عزیمت کی لیکن وہان باپا سے شکست کھائی اور الٹا پھر گیا +

باپا سلیم حاکم کھمبات کی لڑکی سے شادی کر کے اور چتوڑ کے پہلے راجا کو نکال کے آپ وہان کا راجہ بنگیا پھر تھوڑے دنون کے بعد اپنے دین آبائی کو چھوڑ مسلمان ہوکر خراسان کو چلا گیا +

سنہ ۸۱۲ء

سنہ ۸۱۲ء مین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید بادشاہ خراسان نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہندوستان پر یورش کی اور یہان آکر بڑے زور سے چتوڑ پر حملہ کیا اوسوقت چتوڑ مین باپا کے پوتے کا بیٹا مسند نشین حکومت تھا نام اوسکا راجہ کھمان تھا چنانچہ

وہ راجہ مامون الرشید کے ساتھہ چوبیس لڑائیاں متواتر لڑا لیکن آخر کو شکست کھا کر ہندوستان سے چلا گیا بعد اسکے سنہ ۹۷۰ع میں امیر ناصر الدین سبکتگین غزنی و خراسان کے بادشاہ نے ہندوستان پر عزیمت کی اور پنجاب کی سرحد پر کئی قلعے مفتوح کیئے یہہ خبر سنکر جیپال لاہور کا راجا اسقدر جوش و خروش مین آیا کہ خود سندھ کو پار اترکر حدود خراسان مین جا پونہچا لیکن خدا کی قدرت سے وہان ٹہی شکست کھائی اور خراج دینے کے وعدے پر رہائی پائی لیکن جب لاہور مین آیا تب سارے قول و قرار بھول گیا اور خراج نہ بھیجا سبکتگین نے اوس سے انتقام بدعہدی کا لینے کے لیئے پھر پنجاب پر چڑھائی کی اس طرف سے راجا جیپال دلی اجمیر کلنجر اور قنوج کے راجاؤنکی امداد سے دریا سندھ کے پار اترلمغان کے نزدیک بادشاہی فوج سے جا مقابل ہوا لیکن اوس میدان مین بھی اوسنے شکست کھائی اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اوس وقت اجین اور پاٹلی پتر کے راج کو برباد ہوئے ایک عرصہ گذر چکا تھا اور نیرے راجا ہندوستان کے ایک ایک ملک مین راج کر رہے تھے اور علی ہذا ادھر اندرپرست کا بھی یہہ حال تھا کہ جس روز سے مہاراج بکرمادت نے دلی کے راجا کو دور کیا تھا اوس دن سے ہانکا تخت کچھہ اوپر بائیسو برس تک بے راجا کے خالی پڑا رہا حتیٰ کہ گردش زمانہ سے دلی کو تومرون نے اپنا دار السلطنت بنالیا اور جبسے لیکر تا عہد راجا اننگ پال خاندان مذکور کے انیس راجا وہان کے

سنہ ۹۷۰ع

तोमर

مسند نشین ہوئے اننگ پال نے اپنے نواسے پتھی راج قوم چوہان کو
جو اجمیر کا راجا تھا اپنا جانشین کیا اور اسی صورت سے قنوج پر راٹھور متصرف
تھے میواڑ میں گہلوٹ قابض ہو رہے تھے گجرات میں سولنکی راج کرتے تھے
سوا انکے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے راجا اپنے اپنے راج کر رہے
تھے غرض اس آپس کی پھوٹ سے مسلمانوں کو اس ملک میں چلا آنا کچھ [illegible]
یہانتک کہ دیکھتے دیکھتے اونھوں نے سارا ملک دبا لیا اور کل ہندوستان
کے مالک ہوئے

بیان سلطان محمود غزنوی کا

سنہ ۹۹۷ ع میں جب سبکتگین نے وفات پائی اس وقت اوسکے بیٹے سنہ ۹۹۷ ع
محمود کی عمر تیس برس کی تھی محمود نے اپنے بھائی اسمعیل کو جو اوسکے بجای
والد مرحوم کے بادشاہ ہوگیا تھا سات مہینے میں تخت سے اوتار قید کرلیا
اور خود بادشاہ ہوگیا اور ملقب سلطان کہ جس سے کوئی بادشاہ قبل اسکے
اہل اسلام اس نوع کا ملقب نہیں ہوا تھا اپنے تئیں مشہور کیا اور اس زمانے
میں ایران توران وغیرہ کی سلطنتیں بسبب مخالفت باہمدگر کے اسقدر کمزور
ہوگئی تھیں کہ اگر سلطان محمود اس طرف کو اپنے لشکر کی عنان عزیمت پھیرتا
تو اوسکا کوئی روکنے والا معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن چونکہ دولت حشمت
ہندوستان کا شہرہ دور دور تھا اور سلطنت اہل اسلام کو ملک ایران میں

تسلط کیے ہوئے ساڑھے تین سو برس سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا تھا
اس لیئے بادشاہ محمود غزنوی نے چاہا کہ اس قطعۂ زرخیز ہندوستان پر
سنہ ۱۰۰۱ء یورش کرے چنانچہ وہ سنہ ۱۰۰۱ء مین بجمعیت دس ہزار سوار چیدہ اور منتخب کے
اپنی دارالسلطنت غزنین سے وارد ہندوستان ہوا اور آتے ہی متصل پشاور کے
[illegible] اپنے باپ کے قدیمی دشمن جیپال والی لاہور سے کیا اس لڑائی
مین بادشاہ نے فتح پائی اور جیپال مقید ہوا بعد اسکے بادشاہ مع اپنی فوج
کے بےتکلف دریاے ستلج کے اس پار اتر آیا اور قلعہ بٹنڈا کو مفتوح کر کے
خوب غارت کیا یہہ بٹنڈا اوس وقت مین بہت آباد و نامی مقام تھا اور لاہور
کا راجا اکثر وہان آکر قیام کیا کرتا تھا بعد اسکے بادشاہ اپنے پایۂ تخت غزنین کو
چلا گیا اور راجا جیپال کو بھی اپنے ساتھ گرفتار کر کے لیگیا لیکن راجا نے
وہان [illegible] از سر نو خراجگذاری کا عہد پیمان کیا اور رہائی پاکر ہندوستان
کا رستہ لیا اور اوسکے ساتھ بہت سے اور بھی ہندو فدیہ دیکر چھوٹ آئے
لیکن راجا جیپال کو اپنے اس قید ہونے سے اسقدر شرم آئی کہ وہان سے
چھوٹتے ہی اپنی گدی پر اپنے بیٹے انندپال کو بٹھا آپ جلتی ہوئی آگ مین کود پڑا
اور جلکر خاکستر ہوگیا +

سنہ ۱۰۱۳ء سنہ ۱۰۱۳ء تک انندپال مطابق عہد پیمان اپنے باپ کے بادشاہ کو خراج
بھیجتا رہا اور جو کچھہ مقرر ہو گیا تھا ادا کرتا رہا مگر اوسکے باجگذارون مین سے

راجا بھٹنیر نے اپنے ملک کا خراج بھیجنے سے انکار کیا تب سلطان محمود کمال غضب سے تادیب راجای مذکور کے لیئے فوج کثیر لیکر بھٹنیر مین آموجود ہوا لیکن راجا دریای سندھ کے کنارے جنگل مین بھاگ گیا اور اسقدر اپنی زیست سے نا اُمید ہوا کہ اپنے آپکو ہلاک کر ڈالا ✠

سنہ ۱۰۰۵ع سنہ ۱۰۰۵ع مین سلطان محمود تیسری دفعہ ابو الفتح حاکم ملتان کے سبب سے لیئے جو اوس سے باغی ہوکر راجا انندپال سے ملگیا تھا غزنین سے مع ایک فوج جرّار کے روانہ ہوا اوسوقت اگرچہ راجای انندپال نے ابو الفتح لودی حاکم ملتان کی حمایت کرکے بادشاہ سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تاب مقاومت نہ لاکر کشمیر کیطرف بھاگا اور حاکم ملتان نے بادشاہ کو نذرانہ دیکر اپنا قصور معاف کرالیا ✠ چونکہ اون دنون یہہ مشہور ہو رہا تھا کہ بادشاہ تاتار علاقہ غزنین پر فوج کشی کیا چاہتا ہی اس لیئے بادشاہ نے اوسوقت مصلحتاً اوسکے عفو تقصیر کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسی طرح مین اپنے پایہ تخت غزنین مین پہونچ جاؤن لیکن چونکہ سلطان محمود کے ساتھہ پانسو جنگی ہاتی موجود تھے کہ جنکے سامنے سواران تاتار کا ٹھہرنا محال تھا اور ماسوا اسکے فن حرب ضرب ترتیب وغیرہ سے کوئی اوس ملنے مین واقف اور ماہر نتھا اسلیئے متصل بلخ کے بادشاہ تاتار سے مقابلہ ہوا تو سلطان محمود نے اوسکو شکست کامل دیکر پسپا کیا ✠

محمود غزنوی نے راجای سکھپال کو ملک کنارہ دریای سندھ کا بوجہہ

قبول کرنے دین اسلام کے دیدیا تھا لیکن جب بادشاہ بلخ کی طرف روانہ ہوا
اوسی وقت راجہ موصوف دین اسلام سے مرتد ہوکے منحرف ہوگیا اس لیئے
جب بادشاہ بلخ سے پھر آیا تو اوسنے سکھپال کو گرفتار کرکے ایک قلعے مین ہمیشہ محبس کردیا
بعد اوسکے واسطے استیصال کلی راجای انندپال کے ایک بڑے لشکر جرار کی طیاری کا حکم فرمایا

سنہ ۱۰۰۸ جب راجای انندپال آدمی ذی ہوش تھا اسلیئے اوسنے بھی تمام ہندوستان
کے راجاؤن سے کہلا بھیجا کہ اس بادشاہ کا ادھر قدم بڑھانا ہم سبکے حق مین
موجب مضرت ہی اور ابھی تمھاری دولت و حشمت مین کچھہ نقصان نہین آیا ہی
اگر تمکو کچھہ پاس غیرت و ہمت ہو تو لڑائی کے میدان مین آؤ اور میرا ساتھہ دو +

الغرض یہہ خبر سنکر راجای قنوج گوالیار کالنجر اجین اجمیر اور اندرپرست
وغیرہ اپنی اپنی فوج آراستہ کرکے راجای انندپال کی مدد کے لیئے پنجاب کو روانہ ہوئے
چنانچہ پشاور کے نزدیک پہونچکر بادشاہ اسلام اور راجاؤن مذکورہ بالا کی فوج سے
ایک بڑا مقابلہ ہوا چونکہ مشیت ایزدی مین مجال دم زدن نہین ہی اتفاق سے عین وقت
جدال و قتال کے ہاتی سواری راجای انندپال کا شور و غل سے بگڑنے لگا اور
پیچھے کو ہٹا کہ اوسکی فوج نے جانا کہ راجا بھاگا جاتا ہی غرض اس خیال سے تمام
لشکر کا منہہ پیچھے کو پھر گیا اور جسکا جدھر کو منہہ اوٹھا بھاگ نکلا پھر تو بادشاہ
محمود نے پنجاب تک لڑنے اونکا تعاقب کیا کہ وہان بھی اونکا قدم نہ جما +
تب سلطان محمود نے میدان کو خالی پاکر نگر کوٹ مین جسکو کوٹ کانگڑا

کہتے ہین نشان اپنا نصب کیا اور وہان کے قلعہ ستوار کو مفتوح کرکے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا چنانچہ لوگ کہتے ہین کہ وہان کی غنیمت سے سات لاکھہ دینار نقد اور سات سو من اسباب نقرئی و طلائی اور دو سو من صرف زر خالص اور دو ہزار من چاندی اور بیس من جواہرات بادشاہ کے ہاتھہ آئے +

سنہ ۱۰۱۰ع مین سلطان محمود پھر ملتان مین آیا اور وہان سے داؤد ابن نصیر لودی کو قید کرکے لیگیا بعد اسکے دوسرے سال آکر تھانیسر کو غارت کیا اور جہانتک ہندو اوسکے ہاتھہ لگے سب کو لونڈی غلام بناکر غزنین مین لیگیا نقل کرتے ہین کہ تھانیسر سے ایک اتنا بڑا یاقوت اوسکے ہاتھہ لگا تھا کہ جسکا وزن ساٹھہ تولے تھا بعد اسکے دو دفعہ اوسنے کشمیر پر لشکر کشی کی

سنہ ۱۰۱۷ع مین نوین دفعہ سلطان محمود نے ہندوستان پر بڑی دھوم دھام سے کنور رای راجای قنوج کے مقابلہ کے لئے چڑھائی کی چنانچہ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ اس دفعہ سلطان محمود ایک لاکھہ سوار اور بیس ہزار پیادہ غزنین سے ہمراہ لیکر اسقدر عجلت و چالاکی سے قنوج پر آیا کہ راجا کنور رای گھبرا گیا اور بجز اسکے کچھہ نہو سکا کہ فی الفور اپنے ہاتھہ و مال سے باندھکر مع اپنے اہل و عیال کے بادشاہ کے حضور مین آکر حاضر ہوا چنانچہ بادشاہ مین بھی تقاضای ترحم و عنایات شاہانہ اوس وقت ایسا کام کیا جو اوس سے توقع نہ ہوگا یعنی بجرد اوسکے حاضر ہونیکے اوسکی تسلی و تشفی کی اور خود تین روز تک اوسکے

یہان مہمان رہا اور بیس تھے روز خیر و عافیت سے اپنے پایۂ تخت غزنین کو روانہ ہوا +
اوس زمانے مین اس قنوج کی وفور رونق سے یہہ حالت تھی اور بکمال
دولت و حشمت سے ایسی آبادی تھی کہ بعضے کہتے ہین کہ اسکی شہر پناہ بارہ
کوس کے گرد مین تھی اور بعض راوی ہین کہ اوس مین تیس ہزار صرف تنبولیون
کی دکانین تھین کوئی وہان کے راجا کی فوج مین پانچ لاکھ پیادے کہتا ہی
کوئی اوسمین تیس ہزار سوار اور اسّی ہزار زرہ پوش لکھتا ہی +
اگرچہ اس شہر کی عمارت کے آثار ابتک چارون طرف دور دور تک نظر
آتے ہین جسکو دیکھکر ارباب بصیرت عبرت پکڑتے ہین لیکن ابتو اوسکی آبادی
برای خود مختصر ہوکر بطور ایک قصبے کے رہگئی ہی الحاصل جب قنوج سے
سلطان محمود نے مراجعت کی تو شہر متھرا مین پہونچکر ۲۰ روز تک حکم لوٹنے
کا دیا اور تمام مورتون اور مندرون کو توڑ توڑ کر مسمار کردیا چنانچہ شرح مقدار
اس غنیمت کی مورخون سے اس طرح معلوم ہوتی ہی کہ سو اونٹ بھرے
ہوے نقرئی مورتون کے اور پانچ مورتین طلائی چنانچہ اون مین سے
ایک مورت مطابق وزن چالیس من کے چار من سے بھی زیادہ تھی بادشاہ کے ہاتھ لگین +
بعد اسکے مہابن مین پہونچکر حکم قتل عام کا دیا اور وہان کے راجا نے پاس اپنی
حرمت کے اپنے تمام لڑکے بالونکو اپنے ہاتھ سے قتل کر اپنا کام بھی تمام کیا
اس دفعہ سلطان محمود پانچہزار اور تین سو آدمی لونڈی غلام ہندوستان

سے غزنین کو لیگیا چونکہ راجای کنور رای والی قنوج سے سلطان محمود کی
موافقت ہوگئی تھی اس بنیاد پر راجای کالنجر اوس سے ایک قسم کی عداوت
رکھنے لگا تھا اس لیئے دسوین دفعہ سنہ ۱۰۲۲ اوس بادشاہ نے واسطے امداد
راجای کنور رای اور سرکوبی راجای کالنجر کے ہندوستان پر عزیمت کی +
لیکن قبل از پہونچنے بادشاہ کے بمقام قنوج راجای [illegible]
کنور رای کو مار ڈالا تب بادشاہ اوس وقت تو قنوج سے غزنین کو چلا گیا
لیکن پھر وہان سے گیارہوین دفعہ سنہ ۱۰۲۳ صرف واسطے تادیب راجای کالنجر
کے فوج لیکر آیا اور آتے ہی راجا کو شکست دی اور پھر غزنین کی طرف کوچ کر گیا
چونکہ راستے مین آتی دفعہ انند پال راجای لاہور کے بیٹے نے بادشاہ کا مقابلہ کیا تھا +
اس لیئے سلطان محمود نے اگلی دفعہ اوس سے تمام علاقہ صوبہ لاہور کو
نکال کر داخل ممالک محروسہ بادشاہت غزنین کر لیا بارہوین دفعہ حملہ سلطان
محمود کا سنہ ۱۰۲۴ع مین پٹن سومنات پر ہوا اگرچہ ہندوستان کے لوگ اب تو سنہ ۱۰۲۴ع
اس مقام کا نام بھی نہین جانتے لیکن اوس زمانے مین وہ تمام ہندوستان
کے بڑے تیرتھون مین گنا جاتا تھا یہہ تیرتھہ سومنات مہادیو کا مندر ہی
جو علاقہ جنوبی گجرات مین سمندر کے کنارے بڑی شان و نمود سے بنا ہوا ہی
کہتے ہین کہ چھپن ۵۶ ستون اوسمین مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تھے اور
دو سو ۲۰۰ من سونے کی زنجیر مین ایک گھنٹہ لٹکتا تھا اور واسطے مصارف اوس مندر کے

دو ہزار گانو معاف تھے اور دو ہزار پنڈت واسطے محافظت کے وہان متعین تھے

جب حالِ عزیمتِ بادشاہ محمود کا معلوم ہوا تو گرد نواح کے بہت سے راجا واسطے

محافظت اوس تیرتھگاہ مشہور کے جمع ہوئے اور لشکر بادشاہی سے مقابلہ کیا

تین دن تک خوب لڑائی ہوتی رہی اور پانچہزار راجپوت سے زیادہ اوس لڑائی

مین کھیت رہے آخرالامر جو باقی بچے وہ سب ناؤ مین سوار ہو کر نکل بھاگے جب

بادشاہ اوس مندر کے اندر داخل ہوا تو وہان کے پوجاریون نے بادشاہ کے

حضور مین نہایت عاجزی سے عرض کی کہ اگر جناب عالی اس مورت کو نہ توڑین

تو اسکے عوض مین جسقدر فرمائین ہم لوگ دینہ نذر کرین یہہ بات سنکر بادشاہ

نے جواب دیا کہ مین بت شکن ہون بت فروش نہین ہون یہہ کہکر اوس پتھر کی

مورت پر ایک ایسا گرز مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی حسب اتفاق اوسکے

پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی اور جواہرات بیشبہا نکلے کہ قیمت اونکی

اوس نذر لانے سے جو برہمن لوگ دینے کو حاضر تھے کہین زیادہ تھی الغرض

بادشاہ نے اوس مورت کے ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑے کو مکہ معظمہ اور

ایک کو مدینہ منورہ بھیج دیا اور دو ٹکڑے غزنین کو روانہ کئے چنانچہ ایک کو

اون مین سے اپنی عدالت کے زینے مین نصب کرایا اور دوسرے کو مسجد

کی سیڑھیون مین لگوا دیا۔ کہتے ہین کہ اس حملہ مین کم سے کم دس کرور روپیے

کا مال بادشاہ کے ہاتھ لگا۔ بعد اسکے بادشاہ پھر غزنین سے

ایک دفعہ ملتان کی طرف اون جاٹون کی تنبیہ کے لیے آیا کہ جنھون نے
سومنات سے مراجعت کے وقت بادشاہی لشکر سے مزاحمت کی تھی
لیکن بعد اس عزیمت کے پھر سلطان محمود ہندوستان کی طرف نہین آیا صرف
ایران اور توران ہی کی مہمات مین مصروف رہا اور سنہ ۱۰۳۰ء مین اس دار فنا سے راہی سنہ ۱۰۳۰ء
ملک بقا ہوا اور تاریخ اوسکی وفات کی شاہباز جہان ہے کہ اوسکے اعداد ابجد
سے سنہ ۴۲۱ ہجری نکلتے ہین کہتے ہین کہ سلطان محمود جب مرنے لگا تو
نزع کے تمام اسباب سونے اور چاندی کا اپنے سامنے منگوا کر رکھوالیا اور
دیر تک اوسکو بچشم حسرت دیکھ دیکھ کر روتا رہا نہین معلوم کہ وہ اوس وقت اپنی کیفیت
جور و ستم پر روتا تھا یا ترک جاہ و حشم پر الغرض سلطنت غزنین کی سنہ ۱۱۸۶ء تک سلطان محمود سنہ ۱۱۸۶ء
کے خاندان مین رہی مگر محمود کے سوا کسی بادشاہ نے اوسکے خاندان مین سے
ہندوستان پر فوج کشی نہین کی اور نہ حکومت کی سواے صوبہ پنجاب جسکو محمود
اپنے سامنے شامل سلطنت غزنین کر گیا تھا وہ البتہ اوسکی اولاد کے تحت
و تصرف مین رہا مگر سنہ ۱۰۹۸ء مین اوسکے پوتے سلطان مسعود ثانی کی کچھ فوج سنہ ۱۰۹۸ء
گنگا کے اس پار اتر آئی تھی اور لوٹ مار کر کے پھر لاہور کو چلی گئی +
سنہ ۱۱۸۶ء مین سلطان محمود کے پوتے کے پرپوتے خسرو ملک کو سنہ ۱۱۸۶ء
شہاب الدین محمد غوری لاہور سے گرفتار کر لیگیا اور اوسی کے ساتھ خاندان
غزنوی تمام ہو گیا +

شہاب الدین محمود غوری

غور ایک مقام کا نام ہی جو قندہار سے ساتھہ آٹھہ منزل کے فاصلہ پر واقع ہی اگرچہ حکام وہان کے ایک مدت سے خودسر رہتے تھے لیکن سلطان محمود غزنوی نے اون لوگون کو بھی اپنا مطیع کر لیا چنانچہ سلطان محمود کی اولاد مین سے بہرام شاہ نے اپنی لڑکی کی شادی وہان کے حاکم قطب الدین محمد کے ساتھہ کر دی تھی لیکن باوجود اسکے بسبب تکرار باہم کے یہان تک نوبت پہونچی کہ بہرام شاہ نے اپنے داماد قطب الدین کو مروا ڈالا اور اسکے بھائی سیف الدین کا منہہ کالا کر کے بیل پر سوار کر تمام شہر مین تشہیر کرایا اور اوسکا سر کاٹ کر بادشاہ ایران کے پاس بھیج دیا اسپر اوسکے تیسری بھائی علاء الدین غوری نے جسکا لقب مورخون نے جہانسوز رکھا ہی اپنے دونون بھائیون کا عوض لینے کے واسطے بڑے غصہ سے غزنین کی طرف کوچ کیا اور نہایت زور شور سے غزنین کو فتح کر کے سات روز تک شہر کو لوٹا اور آگ لگا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور جو زندہ رہا اوسکو گرفتار کر کے غور مین لیگیا اور اون سبکو ذبح کر کے اونکے خون سے اپنی عمارت کی لیئے گارہ طیار کروایا اور بہرام شاہ کا پوتا خسرو ملک جو کہ سلطان محمود غزنوی کے خاندان کا آخری بادشاہ تھا جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہی اسی علاء الدین غوری کے بھتیجے سلطان شہاب الدین غوری کی قید مین رہکر مر گیا اور اسیطرح غزنین کی ساری سلطنت غور مین داخل ہو گئی +

ہندوستان مین اگر سلطان شہاب الدین غوری کو بانی مبانی سلطنت

اہل اسلام تصور کیجیے تو بجا ہی کیونکہ اوسنے ۱۱۷۶ء مین اوچ مین دخل کر ۱۱۷۶ء

دو برس کے بعد گجرات پر چڑھائی کی اگرچہ وہان شکست کھائی لیکن تھوڑے

دنون بعد سندھ کو لوٹا اور ۱۱۹۱ء مین دلی کی طرف فوج لیکر عزیمت کی ۱۱۹۱ء

پہلی لڑائی مین سلطان شہاب الدین غوری نے راجای پتھی راج سے

تلاوڑی کے میدان مین جو درمیان تھانیسر اور کرنال کے واقع ہی شکست کھائی

لیکن ۱۱۹۳ء مین یہہ ماجرا ہوا کہ راجای جی چند راٹھور والی قنوج کو اپنے ۱۱۹۳ء

خالہ زاد بھائی پرتھی راج کا اننگ پال کے گھر متبنی ہونا اور دلی اور اجمیر کا

ایک راج ہو کر ایک سلطنت عظیمہ بنجانا نہایت ناگوار گذرا تھا اسی واسطے

راجسو جگ اور اپنی لڑکی کے سوئمبر مین پرتھی راج کو نہین بلایا تھا بلکہ

اوسکے عوض اوسکی مورت سونے کی بنا کے دربان کی جگہہ کھڑی کر دی

تھی پرتھی راج یہہ حال سنکر نہایت طیش مین آیا اور ایکبارگی اپنے چیدہ

چیدہ سردارون کے ساتھہ دھاوا کرکے راجای جی چند کی لڑکی کو زبردستی

چھین لیگیا اس لڑائی مین پرتھی راج کے بہت اچھے اچھے سردار

کام آئے چنانچہ ایک سو آٹھہ سردارون مین چونسٹھہ سردار مارے گئے

اور یہی آپس کا بغض و عناد مسلمانون کے غالب آنیکا اصل باعث ہوا چنانچہ

اس نازک وقت مین سلطان شہاب الدین غوری بڑی ایک فوج جرار سوارونکی ساتھہ

لیکر چڑھ آیا لیکن باوجودیکہ پرتھی راج کو راجا جی چند کی کمک کا بھروسا کچھ
نتھا بلکہ خود دشمن سے ملجانے کا اندیشہ تھا جسپر بھی اوسکو اپنی دولت و
طاقت پر اتنا غرور تھا کہ اپنے مقابل اوس بادشاہ کی کچھ حقیقت نہین
سمجھتا تھا اور اس حالت مین بھی اوسے تین لاکھ سوار اور تین ہزار ہاتی
تیغ زن لیے تھے اور پیادونکی تو کچھ گنتی نہ تھی ڈیڑھ سو سے اوپر اوسکے لشکر
مین راجا گنے جاتے تھے لیکن شہاب الدین غوری کا یہہ حال تھا کہ جیسے کوئی
دودھ کا جلا چھاچھہ پھونک پھونک کر پیتا ہی نہایت پھونک پھونک کر
قدم رکھتا تھا اور بڑی ہوشیاری سے لڑتا تھا چنانچہ عین لڑائی کے
وقت اوسنے دھوکا دینے کے واسطے یکبارگی اپنے لشکر کی باگ پیچھے
کو پھیری ہندو سمجھے کہ مسلمانون کے پانون اوٹھہ گئے اس خیال خام سے
وے پس و پیش نکر خاطر جمعی اور بیفکری سے بدھر جایا اودھر دشمن کا تعاقب
کرتے ہوئے چلے گئے شہاب الدین غوری نے جب دیکھا کہ طرف ثانی
کی سب فوج منتشر ہوگئی یکبارگی بارہ ہزار منتخب اور چیدہ زرہ پوش سوار لیکر
حملہ کیا اور جھٹ پٹ راجا کو آنکر گھیر لیا اوس معرکے مین راجا کے بڑے بڑے
سورما اور بہادر کام آئے چیتور کا راجا سمرسی بڑی بہادری کے ساتھہ
مارا گیا پرتھی راج کو شہاب الدین غوری نے زندہ گرفتار کرلیا اور پھر اوسکے گلے
چھری چلوایا سچ ہی کہ فتح اور شکست خدا ہی کے ہاتھہ ہی دوسرے کسیکے قبضے مین نہین ؎

اس راجا کی لڑائیون کا حال چند بھاٹ نے اپنی ہندی کتاب مین
بڑے زور شور کی شاعری سے درج کیا ہی +
الغرض شہاب الدین غوری نے اجمیر کے اندر داخل ہوکر ہزارون
آدمی قتل کیئے اور ہزارون کو لونڈی غلام بنایا اور اوسوقت پرتھی راج
کے کسی رشتہ دار کو بہت بڑے جزیہ دینے کے اقرار پر وہان کا راجا
کیا بعد اوسکے اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین
چھوڑکر آپ اپنے وطن کو روانہ ہوا - یہان قطب الدین ایبک نے دلی
اور کول مین اپنا دخل کرلیا - چونکہ آپسکی پھوٹ کا پھل یہی ہی کہ دونون
غارت ہون کب ممکن تھا کہ قنوج کا راجا جی چند راٹھور سلامت رہ سکے
اس لیئے دوسرے سال یعنی سنہ ۱۱۹۴ع مین شہاب الدین غوری نے سنہ ۱۱۹۴ع
راجا جی چند پر بے تکلف چڑھائی کی اور اٹاوے کی جانب سخت لڑائی ہوئی
راجا جی چند قطب الدین ایبک کے تیر سے مارا گیا اور اوسکے گھر بار کے
لوگ انتر بید چھوڑکر مارواڑ کو چلے گئے شہاب الدین غوری نے بنارس تک
ملک اپنے قبضے مین کر قطب الدین ایبک کے حوالے کر دیا گویا بنگالے کا دروازہ
مسلمانون کے داخل ہونیکے واسطے کھل گیا سنہ ۱۱۹۵ع مین شہاب الدین غوری سنہ ۱۱۹۵ع
پھر ہندوستان مین آیا اور بیانے مین اپنا دخل کرکے گوالیار کا قلعہ فتح کیا
اور اسی عرصے مین کسی ضرورت کے باعث اپنے ملک کو مراجعت کرکے چلا گیا +

سنہ ۱۲۰۶ع مین ایک روز اوسکا خیمہ ہو غوری کے واسطے دریاے سندھ سنہ ۱۲۰۶ع
کے کنارے ایستادہ تھا چند بدمعاش جنکے عزیز و اقربا اوسکی فوج کے
ہاتھہ سے لڑائی مین مارے گئے تھے دریا مین تیر کر آدھی رات کے
وقت خیمے مین گھس آئے اور تلوارون سے اوسے قتل کر ڈالا تاریخ
وفات اوسکی صاحب التریہی جس سے سنہ ۶۰۲ ہجری نکلتے ہین خزانہ
اوسکے پاس اسقدر وافر تھا کہ مورخ تاریخ فرشتہ لکھتا ہی کہ پانچ من ہیرا
اور جواہرات کے اوسکے خزانہ مین تھا +

اوسکے بعد غزنین مین اوسکا بھتیجا محمود غوری تخت پر بیٹھا لیکن ہندوستان پر سنہ ۱۲۰۶ع
قطب الدین ایبک کا قبضہ رہا صوبہ مالوہ اور اضلاع گردنواح چھوڑ کر بالکل اوسکا
عمل تھا +

ملک سندھ اور بنگالہ کبھی فتح ہو چلا یہانتک کہ گجرات کی دارالسلطنت
تھل واڑے پر رایات فتح اسلام کے منصوب ہو گئے اور جو جو راجا باقی
رہ گئے تھے اون سبنے خراج دینا قبول کیا محمود غوری نے تخت پر
بیٹھتے ہی قطب الدین کو بادشاہی کا خطاب اور خلعت بھیج دیا اوس وقت
سے یہی قطب الدین ایبک ہندوستان کا اول بادشاہ کہلایا +

قطب الدین ایبک

قطب الدین ایبک کو بحالت طفلی ایک سوداگر نے نیشاپور مین بطور غلامی

4 U/167

مول لیا تھا۔ اوسی نے اوسکو فارسی عربی پڑھائی جب وہ سوداگر مر گیا
قطب الدین دوسرے سوداگر کے ہاتھہ بکا پھر اوس سوداگر نے شہاب الدین
غوری کے نذر کیا بادشاہ کی اوسپر ایسی مہربانی ہوئی کہ رفتہ رفتہ اوسکو خود بادشاہ
ہندوستان کر دیا +

سبحان اللہ کیا قدرت قادر مطلق ہی کہ جو لڑکپن مین نیشاپور کے سوداگر
غلام کہلایا بڑھاپے مین تخت ہندوستان پر مرا اور اس ملک مین مسلمانونکی
سلطنت کا بانی ہوا +

تاریخ وفات اوسکی سلطنت پناہ ہی جس سے سنہ ۶۰۷ھ نکلتے ہین +

آرام شاہ

۱۲۱۰ع

قطب الدین ایبک چوگان کھیلتے کھیلتے گھوڑے پر سے گر کر مر گیا اور
اوسکا بیٹا آرام شاہ اوسکا جانشین ہوا لیکن افسوس کہ آرام شاہ کو ایک سال
بھی اپنے باپ کے تخت پر آرام کرنا نصیب نہوا تھا کہ اوسکے بہنوئی شمس الدین
التمش نے اوس سے تخت چھین لیا اور تاج بادشاہی سر پر رکھکے اپنے نام کا
سکہ خطبہ جاری کیا + سنہ ۱۲۱۰ع

شمس الدین التمش

یہہ بادشاہ قطب الدین ایبک کا غلام تھا جسے بادشاہ موصوف نے
ایک ہزار روپیہ دیکر خریدا تھا۔ اور بعد اوسکے اپنی بیٹی کی اوس سے شادی

کردی تھی جب اوسنے آرام شاہ سے دلی کا تخت چھینا اوس وقت یہہ بہار کا
صوبہ دار تھا اسی شمس الدین التمش کے وقت مین مغلون کے بادشاہ چنگیز خان
نے بیشمار فوج لیکر تاتار سے خروج کیا تھا اور دریای سندھ کے پار کے
ملکونمین ایک شور قیامت برپا کر رکھا تھا دریافت ہوا ہی کہ ملکونکی تباہی اور
بربادی ایسی آج تک کبھی کسی کے ہاتھہ سے نہین ہوی جسقدر اس چنگیز خان
کے ہاتھہ سے ہوئی یہہ ظالم جہان جاتا تھا وہان سوای قتل عام اور دہانے
جلانے لوٹنے ڈہانے کے دوسرا کام اوسے پسند نہ آتا تھا گویا اوسنے
سارے عالم کی نسل کو بالکل نیست و نابود کر ڈالنا چاہا تھا +

جب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین اپنی حفاظت جان کے لیئے گھوڑا
پیر کر دریای سندھ کے اس پار بھاگ آیا تو مغلونکی فوج اوسکا پیچھا کرتی ہوی
ملتان اور سندھ تک داخل ہوئی لیکن شمس الدین التمش نہایت ہوشیار و سمجھدار تھا
جب جلال الدین نے اس ملک مین کچھہ روز قیام کا ارادہ کیا فوراً اوسنے
جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ یہان کی آب و ہوا آپکے مزاج کے موافق نہوگی جلال الدین
یہہ بات سنکر مطلب سمجھہ گیا اور سندھ سے ایران کی طرف روانہ ہوا +

تب اون مغلونکی فوج بھی الٹی پھر گئی لیکن نمونہ اپنے ظلم کا اوسنے تھوڑے ہی
عرصے مین دکھا گئی کہ دس ہزار ہندو غلام بنانے کے واسطے قید کر کے
لیگئے اور جب اونکے لشکر مین رسد کی قلت ہوئی بے تکلف اون سب غلامونکے

سرکاٹ ڈالے چنگیزخان اور اوسکے ساتھ کے مغل لوگ مسلمان نہ تھے بلکہ ایک قسم کے بدھ کا دین رکھتے تھے مورتون کو پوجتے اور بید و قرآن دونون کو برابر جانتے تھے +

الغرض شمس الدین التمش نے اپنا رعب سارے ہندوستان پر جما لیا سندھ اور بنگالہ کو بخوبی فتح کیا رنتھمبور اور مانڈو کے مشہور قلعے سر کیا اجین مین مہاکال کا عالیشان مندر کہ سو گز بلند تھا توڑ ڈالا اور گوالیار مین دوبارہ عمل کیا اور بغداد کے خلیفہ سے پادشاہت کا خطاب حاصل کیا اور دلی مین نہایت بلند منار جسکو شہر کے لوگ قطب صاحب کی لاٹ کہتے ہین اسی پادشاہ نے تعمیر کرایا بعد اسکے یہہ پادشاہ سنہ ۱۲۳۶ع مین رحلت کر گیا سنہ ۱۲۳۶ع
تاریخ وفات اوسکی یہہ ہے +

چو شش صد سی و سہ از سال ہجری	گذشت و بست و ز ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوی جنت الماوا خرامان

اوسکے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین فیروز تخت پر بیٹھا سنہ ۱۲۳۶

رکن الدین فیروز شاہ

یہہ پادشاہ دن رات نقالون اور طوائفون مین مصروف رہتا شراب خواری اور تماشبینی کے سوا کچھ کام نہ کرتا تھا سلطنت اوسنے اپنی والدہ کے بھروسے

پر چھوڑی تھی خزانہ بالکل اوباشی مین اُڑاتا تھا اور مان بھی اوسکی نہایت
ظالم تھی اسواسطے وہ پادشاہ سات ہی مہینے پادشاہت کر کے تخت پر سے
اُتار گیا اور اوسکی جگہہ لوگون نے اوسکی بہن رضیہ بیگم کو تخت سلطنت پر بٹھایا

رضیہ بیگم

یہہ بیگم بڑی ہوشیار اور سلطنت کے انتظام سے خوب واقف تھی اگرچہ
بہت پڑھی لکھی بھی نہتی لیکن قرآن اچھی طرح پڑھہ سکتی تھی ہمیشہ پادشاہون کی
طرح قبا اور تاج پہن تخت پر جلاس کرکے دربار کرتی اور بہت عدل و انصاف سے
لوگونکی نالش و فریاد سنتی نقاب مُنہہ پر کبھی نہین ڈالتی لیکن ایک خطا اوس سے
ایسی صادر ہوئی کہ جس سے اوسکی جان اور سلطنت دونون محل خطر مین آگئین
یعنی اوسکے اصطبل کا داروغہ جو ایک حبشی غلام تھا اور ہمیشہ بغل مین ہاتھہ
دیکر اوسے گھوڑے پر سوار کرایا کرتا تھا اسقدر بیگم کے مُنہہ لگ گیا تھا کہ
بیگم نے اوسے خطاب امیر الامرا کا دیدیا اس سبب سے تمام ارکان سلطنت کا
دل اوس سے برگشتہ ہوگیا اور ایک فساد برپا ہوگیا یہانتک کہ نتیجہ اوسکا یہہ ظہور مین آیا
سنہ ۱۲۳۹ع کہ وہ حبشی اور بیگم دونون مارے گئے اور پادشاہت اوسکے بھائی معز الدین بہرام کے ہاتھہ آئی

معز الدین بہرام شاہ

یہہ پادشاہ بھی کل دو برس اور دو مہینے سلطنت کرکے بلوائیون کے
ہاتھہ سے مارا گیا اُسنے کل اختیار اپنے میر فراش کو دے رکھا تھا اسی

۱۲۴۱ع

واسطے بلوہ ہوگیا اور علاؤالدین مسعود نے جوکہ رکن الدین کا لڑکا تھا
بادشاہی کے تخت پر قدم رکھا اور سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا ۔ سنہ ۱۲۴۱ع

علاؤالدین مسعود شاہ

اس بادشاہ کے وقت مین مغلون نے تبت کی راہ سے بنگالے
پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور یہہ بھی چار برس سے کچھہ زیادہ سلطنت
کرکے آخر کو آپسکی لڑائی مین مارا گیا اور ناصرالدین محمود تخت پر بیٹھا ۔ سنہ ۱۲۴۶ع

ناصرالدین محمود شاہ

یہہ بادشاہ سلطان شمس الدین التمش کا بیٹا تھا جب بادشاہ ہوا تو سنہ ۱۲۴۶ع
اپنی سلطنت کا کاروبار بالکل اپنے بہنوئی وزیر غیاث الدین بلبن کے
اعتماد پر چھوڑ دیا ۔ اور اپنا شوق صرف کتاب سے رکھا بادشاہ ہوکر بھی فقیری
گذران کرتا تھا ۔ یعنی کتابت کرکے اوسکی اجرت سے اپنا پیٹ بھرتا
اور کھانا خاص اپنی بی بی کے ہاتھہ سے پکواتا لونڈی باندی کی بھی کچھہ
حاجت نتھی اور جیسا کھانا غریب محتاج لوگ کھاتے ہین ویسا ہی آپ بھی کھاتا
نکاح بھی ایک ہی کیا ۔ دوسری عورت کا خیال کبھی دل مین نہ لایا ۔
غیاث الدین وزیر اوسکا بڑا صاحب تدبیر اور کارکن تھا وہ شمس الدین التمش کا
غلام اور داماد تھا سابق کے بادشاہون کی غفلت سے جو جو خرابیان
اور بے انتظامیان ملک مین پڑگئی تھین اونکی اصلاح مین اوقات شبانہ روزی صرف

کرتا۔ ادھر غزنین کو فتح کیا اودھر کالنجر تک عب داب بٹھایا۔ نرور کا قلعہ لیا
چندیری پر قبضہ کیا اور سنہ ۱۲۵۸ء مین جب ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی سنہ ۱۲۵۸ء
ہندوستان مین آیا تو غیاث الدین بلبن نے دو ہزار ہاتی اور پچاس ہزار سوار
اور دو لاکھہ پیادونکی جمعیت سے دلی کے باہر جاکر استقبال کیا+

الغرض سنہ ۱۲۶۶ء مین یہہ پادشاہ نیکذات عالی صفات بہشت نصیب ہوا سنہ ۱۲۶۶ء
ایک ادنی سی خوش اخلاقی اوسکی یہہ ہی کہ ایک وزیر اپنے ہاتہہ کی لکھی ہوئی
کتاب اپنے کسی امیر کو دکھارہا تھا امیر نے اوسمین کئی جگہہ غلطی نکالی پادشاہ
نے امیر کے کہنے بموجب کتاب مین بنالیا جب وہ امیر چلا گیا تو پھر جیسا
کہ پہلے تھا درست کرلیا کسی نے اسکا باعث پوچھا فرمایا کہ مجھکو خوب
معلوم ہی کہ غلطی اوس مقام پر مطلق نہ تھی لیکن ایک خیر خواہ صلاح اندیش
کا دل خوش کردینے کے واسطے یہہ محنت اپنے اوپر گوارا کرنی
کیا دشوار تھی+

غیاث الدین بلبن

بادشاہت کا سب کاروبار اور کل اختیار تو ناصر الدین محمود نے
اوسکو دے ہی رکھا تھا اوسکی وفات کے بعد سلطنت کا کل مالک اور پورا
بادشاہ ہو گیا سنہ ۱۲۶۶ء مین میواتیون نے بلوا کیا لیکن جیسا کیا ویسا پایا سنہ ۱۲۶۶ء
یعنی کم وبیش ایک لاکھہ میواتی مارے گئے بعد اسکے سنہ ۱۲۶۹ء مین بنگالہ کا صوبہ

طغرل بیگ باغی اور خود سر ہو گیا لیکن جلد اوسکا بھی سر کاٹا گیا دلی کی آبادی اوس زمانے مین نہایت رونق اور شان و شوکت کے ساتھہ تھی ✣

یعنی سوای اون پچیس بادشاہ اور شہزادون کے جو پیش از ین مغلون کے خوف سے اپنا اپنا ملک چھوڑ اوس مین آکر بسے تھے اور پندرہ اس بادشاہ کے وقت مین آکر سکونت پذیر ہوئے یہہ بادشاہ بھی ان سبکے ساتھہ بہت خاطر اور مدارات سے پیش آتا اور وہ بھی باحسان مندی تمام اوسکے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے رہتے تھے شہر کے اندر ہر ایک شہزادے کے ملک کے نام سے مثل سمرقندی کاشغری ختائی رومی غوری خوارزمی وغیرہ محلے بسگئے تھے علاوہ اسکے یہہ بادشاہ جیسی کوشش رعب و داب اور اظہار شان مین کرتا تھا ویسا ہی عدل و انصاف مین بھی ہر دم مستعد اور سرگرم رہتا تھا چنانچہ ہیبت خان صوبہ بودہ نے شراب کے نشے مین ایک غریب کو مار ڈالا اوسکی بی بی نے نالش کی بادشاہ نے ہیبت خان کو پانسو درّے مار کر عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ یہہ مجرم آج تک ہمارا غلام تھا اب تیرا غلام ہوا آخر کو ہیبت خان نے نہایت سعی اور سفارشون سے بیس ہزار روپیہ دیکر اوس عورت کی غلامی سے آزادی پائی ✣

الغرض جس دن سے یہہ بادشاہ تخت پر بیٹھا شراب پینا چھوڑ دیا نماز روزہ اور پرہیزگاری اختیار کی شادی اور غمی مین اپنے امیرون کے گھر تہنیت اور

کرناٹک مین بعد مرنے عمدۃ الامرا نواب کرناٹک کے ظہور مین آیا جب اوسکے بیٹے
علی حسین نے ان شرطون کو قبول نہ کیا تو اوسکے چچا زاد بھائی عظیم الدولہ کو سنہ ۱۸۰۱ع
انھین شرائط پر وہان کا نواب بنایا +

وزیر علی جب اودہ سے خارج البلد ہو کر بنارس مین نظر بند رہنے لگا
اوس زمانے مین ثابت ہوا کہ وہ زمان شاہ پادشاہ کابل سے خط کتابت
رکھتا ہی اور فساد کیا چاہتا ہی اس لیئے اوسے کلکتے چلنیکے لیئے حکم سنایا
گیا اس حکم سے وہ ایسا ناراض ہوا کہ ایک روز صبح کو جب چیری صاحب
اجنٹ کے یہان چاے پینے کو گیا تو اونکو باتون ہی باتون مین قتل کر ڈالا
اور کپتان کانوے صاحب اور گریم صاحب کا بھی وہین کام تمام کیا اور پھر
وہان سے چلکر ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر آیا یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب جج
چھت پر چڑہ گئے اور ایک برچھا لیکر کمال جرات سے زینے کے دروازے
کو روک لیا کہ جسکے خوف سے وزیر علی اوپر نہ چڑہ سکا اسی عرصے مین فوج
سرکاری بھی آگئی ڈیوس صاحب تو بچ گئے لیکن وزیر علی نے بھاگ کر جیسور
کا راستہ لیا وہان کے راجہ نے اوسے پکڑ کر اس اقرار سے انگریزون
کے سپرد کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاے نہ اوسکے پانون مین بیڑیان
ڈالیجاوین انگریزون نے اوسے بعد گرفتاری کلکتے کے قلعے مین لیجا کر ایک
ایسی کوٹھری مین بند کیا کہ اوسکو قفس کہیئے تو بجا ہی جو ابتک وہان موجود

ہی سعادت علی خان سے جب خرچ فوج ادا نہوسکا تب سرکار نے اوس
روپیے کے عوض مین ملک دوآب اور روہیل کھنڈ کو اوس سے لیکر اپنے
علاقے مین شامل کر لیا اور اس انتقام مین نواب فرخ آباد کی بھی پنشن سرکار سے
مقرر ہوگئی اس گورنر کو بجلدوے فتح ٹیپو سلطان کے خطاب مارکوس کا گورنمنٹ سنہ ۱۸۰۲ء
سے عنایت ہوا اسی عرصے مین واسطے حفاظت مصر کے بمقابلہ فرانسیسیون کے
کچھ فوج ہندوستانی بشمول فوج گورہ براہ سمندر بھیجی گئی تھی چنانچہ اوسنے وہان جاکر
بڑا نام پیدا کیا +

پیشوا اتبک اطاعت گورنر جنرل سے منحرف رہتا تھا لیکن جب اوسپر جسونت راو ہلکر نے بڑی دھوم
دھام سے حملہ کیا تو اوسنے مضطر ہوکر بموجب کہنے گورنر جنرل کے اس بات کا عہد نامہ لکھدیا کہ کچھ فوج سرکاری
اوسکے ملک مین رہا کرے اور خرچ اوسکا اپنے ملک سے ادا کیا کرے
ادھر تو یہہ عہد نامہ تحریر ہوا اور اودھر پونا کے میدان مین پیشوا نے ہلکر سے
شکست کھائی اور سمندر کی طرف بھاگا انگریزون نے اپنے جہاز مین
پناہ دیکر بچا لیا - اور پھر سرکار نے بہت سی فوج فراہم کرکے پیشوا کو پونا مین
پونہچا دیا ہلکر نے بھی سرکاری فوج کا اوس وقت مقابلہ مناسب نجانکر اپنے ملک کا سنہ ۱۸۰۳ء
راستہ لیا - اس گورنر جنرل نے ہرچند چاہا کہ جس طرح پیشوا سے عہد نامہ
ہوگیا ہے اوسی طرح سیندھیا اور برار یعنی راجہ ناگپور سے بھی عہدنامہ ہوجاے
لیکن جب دیکھا کہ یہہ لوگ سیدھے اس امر کو قبول نہین کرلیتے تو

اپنے بھائی جنرل ولیزلی کو جو بعد ازان عہدہ سپہ سالاری انگلستان پر مامور
ہو کر بلقب ڈیوک آف ولنگٹن ملقب ہوا تھا دکن کی طرف سے اور لارڈ لیک
کمانڈر انچیف کو شمال کی طرف سے اونکے ملکون پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا
دکن مین احمد نگر جب فوج سرکاری کے قبضے مین آگیا تو گوداوری کے اوس پار
سیندھیا کا بالکل عمل جاتا رہا اور اوسی مہینے مین بھڑوچ کو بھی سرکار نے
لیلیا اور ادھر لارڈ لیک نے قنوج سے چلکر سیندھیا کی فوج کو جو پیرن صاحب
فراسیس کے زیر حکم تھی بمقام علیگڈہ شکست دی اور بعد شکست پیرن صاحب
سیندھیا کی نوکری سے دست بردار ہو کر حمایت مین سرکار انگریزی کی چلا آیا
اور لیک صاحب براہ راست دہلی کو روانہ ہوا وہان بھی سیندھیا کی فوج نے
جو زیر حکم ایک فراسیس کے تھی شکست فاش کھائی اور تین ہزار آدمی مارے
گئے بعد فتح دہلی کے لارڈ لیک نے اندھے بادشاہ شاہ عالم سے
جو برائے نام بادشاہ رہ گئے تھے اور ایک خورد و بوسیدہ شامیانے کے
نیچے بیٹھے ہوئے تھے ملاقات کی انکو بادشاہ نے بہت بڑا خطاب
عنایت کیا کیونکہ اوس زمانے مین اوس بیچارے کے پاس سوا اس جمع و خرچ باقی
دینے کو اور کیا باقی تھا جسے عنایت کرتا الحاصل لارڈ لیک نے کرنل آکٹر لونی
لونی کو تو کچھ سپاہیون کے ساتھ دلی مین چھوڑا اور آپ وہان سے روانہ
ہو مرہٹون سے آگرہ لے لیا اور پھر لسواڑی مین ہو چکر مرہٹون کو ایسی

شکست دی کہ جس مین سات ہزار آدمی اونکے مارے گئے اور دو ہزار
مقید ہوئے جس سے سیندھیا کی پیٹھ ٹوٹ گئی ادھر دکن مین فوج سرکاری
نے بعد لینے احمد نگر کے اسائی کے میدان مین ایسی ہی دھوم دھام سے اسائی
مرہٹون کو شکست دی اور برہانپور اور اسیر گڈھ کے مشہور قلعے کو لیلیا
اور پھر بعد فتح ارگانوکے گاولگڈھ کے قلعے کو لیکر راجہ ناگپور کے بھی ارگانو گاویلگڈھ
ہوش اڑا دئے۔ انجام کار ناگپور کے راجہ نے کٹک کا علاقہ دیکر
سرکار سے صلح کر لی اور معاً اسکے سیندھیا نے بھی احمد نگر اور بھڑوچ دیکر عہد نامہ
لکھ دیا کہ پھر کبھی کسی فرانسیسی کو اپنے یہان نوکر نرکھین گے ۔

چونکہ پیشوا کا بندیل کھنڈ پر دعوی تھا اسلئے سرکار نے جو علاقے
اوسکے دکن اور گجرات مین فتح کیئے تھے بعوض بندیل کھنڈ کے اوسے واپس
کردئے بعد ہوجانے اس مصالحت کے صرف ایک جسونت راو ہلکر راجہ اندور مخالف ۱۸۰۴ء
باقی رہا جسنے نہ سرکار کی اطاعت قبول کی اور نہ کوئی وکیل اپنا سرکار مین
بھیجا بلکہ اور علاقہ سرکاری لوٹتا رہا۔ اسلئے اوسپر فوج کشی کی گئی۔ اولاً کچھ
فوج کرنیل مانسن صاحب کے زیر حکم اوسکے مقابلہ کو بھیجی گئی جسنے قلعہ ٹونک کو بعد
اوڑانے دروازے کے فتح کرلیا لیکن مکندرے کی گھاٹی مین وہ فوج دھوکا
کھاکر ایسی بری طرح غنیم کے لشکر سے گھر گئی کہ جہان سے بمشکل تمام نکلکر لڑتی بھڑتی
صدمات وصعوبات گرمی و بارش وغیرہ کے اوٹھاتی متفرق و پریشان ہوکر

مین آ داخل ہوئی اِس لڑائی سے ہلکر بہت خوش ہوا اور اپنے زعم مین آپ آپ کو کچھ سمجھنے لگا چنانچہ اوس سنہ عیسوی مین ایکسو تیس ضرب توپ اور تیس ہزار فوج لیکر دہلی کا جا محاصرہ کیا اوس وقت وہان فوج سرکاری مین کل آٹھ سو جوان تھے اور گیارہ ضرب توپین تھین لیکن باوجود اسکے اکٹرلونی صاحب رزیڈنٹ دہلی نے اوسی فوج سے ایسی مرہٹون کو زک دی کہ لوز روز تک سر مار کر پشیمان ہو محاصرہ اوٹھا کر چلے گئے - پھر ہلکر سے ڈیگ مین ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی وہان بھی مرہٹون نے شکست کھائی ہلکر بھاگ گئے مین دراصل بہادر تھا کیونکہ قوم کا مرہٹا تھا جسکے معنی یہہ ہین کہ مارنا اور ہٹ جانا - کسی نے ہلکر سے پوچھا کہ آپ کی عملداری کہان ہی جسکے چھیننے کا کوئی قصد کرے اوسنے جواب دیا کہ میری اوسقدر زمین پر عملداری ہی جسپر میرے گھوڑے کا سایہ پڑتا ہی جسکو قدرت ہو چھین لے الحاصل لیک صاحب تو اس فکر مین تھا کہ کسی طرح ہلکر سے مقابلہ ہو تو اوسکو لڑائی کا تماشا دکھائے اور وہ اوسکے نام سے کوسون بھاگتا تھا یہانتک کے اکثر لوگ اپنی بے وقوفی سے اِس غارتگر بھگوڑے کو بہادر سمجھکر اوسکے ایام زیست مین بطور منت دہی کی ہانڈی چڑھایا کرتے تھے ایک روز لیک صاحب نے ۲۴ گھنٹے مین ۴۰ کوس کا دھاوا مار کے متصل فرخ آباد کے اوسے جا گھیرا اوس لڑائی مین کم سے کم تین ہزار

آدمی اوسکے مارے گئے لیکن وہ بچکر ڈیگ کو عملداری بھرتپور مین چلا گیا
جہان راجہ رنجیت سنگھ جاٹ والی بھرتپور نے اوسے پناہ دی چنانچہ
انگریزون نے اسی لیئے قلعہ ڈیگ کو جو راجہ رنجیت سنگھ کا تھا فتح کر کے
سارا نقد و جنس اوسکا اپنی فوج کو تقسیم کر دیا۔ پھر تیسری جنوری کو لیک صاحب ۱۸۰۵ء
نے بھرتپور کا بھی محاصرہ کر کے نوین[۹] کو حملہ کیا لیکن جب فوج خندق کے
کنارے پونہچی تو اوسمین پانی چھاتی چھاتی دیکھکر پھر آئی۔ اس حملے مین آدمی
بہت کام آئے۔ اکیسوین[۲۱] کو پھر دوسری طرف سے حملہ کیا لیکن وہان خندق
اسقدر وسیع تھی کہ پل جو طیار کیا گیا تھا وہ اوسکے عبور کو کافی نہوا اور جب سیڑھی
جوڑ کر بڑھانا چاہا تو پانی مین وہ پل گر پڑا اسمین بھی بہت آدمی ضائع ہوئے
پھر بائیسوین[۲۲] کو تیسری طرف سے حملہ کیا اور اوس روز ہندوستانی سپاہی خندق
پار ہو کر دیوار پر چڑھ گئے لیکن گورون نے اونکے ساتھ دھاوا کرنے
سے انکار کیا اس لیئے وہ بھی لوٹ آئے اور آٹھ سو چورانوے[۸۹۴] سپاہی
کھیت رہے دوسرے روز لیک صاحب نے اون گورون کو جنھون نے
عدول حکمی کی تھی بڑا شرمندہ کیا جسپر اونھون نے غیرت مین آکر نہایت دلاوری
سے چوتھا حملہ کیا۔ لیکن اس عرصے مین قلعے والون نے برج اور دیوارون
کی مرمت کر لی تھی جس سے دھاوے والون کو اوپر جانے کا راستہ
نملا اور اس حملے مین ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے القصہ ان

چار حملون مین تین ہزار سے زیادہ فوج سرکاری کا نقصان ہوا اور لوگ تھک تھکا کر بیدل ہو گئے اور گولہ باروت اختتام کو پونہچا اور رسد کا بھی سب سامان خرچ ہو گیا تب ناچار لیک صاحب فوج کو ہٹا لائے + اس نواح مین یہہ قلعہ ایسا مضبوط ہی کہ جسکے سامنے سرکاری فوج کا بھی حوصلہ پست ہو گیا ہمنے بھرتپور کے لوگون کی زبانی راجہ کی ہمت اور دور اندیشی کا یون حال سنا ہی کہ لڑائی کے وقت یہہ راجہ رنجیت سنگھہ دو ہزار اوڑھے ہاتھہ مین لٹھہ لیئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون اور سپاہیون سے کہا کرتا کہ بھائیو کلا تھارو ہی ہی اور جب وے کہتے کہ آپ یہان سے ہٹ جائین اولون کی طرح گولون کی بوچھار پڑ رہی ہی تو جواب دیتا کہ بھیا جاکے نام کی چٹھی بھگوان کے گھر سے وامین بندھی آوت ہی واہی کو گولا لاگت ہی اور جب راجہ نے سنا کہ لیک صاحب کی فوج پیچھے ہٹ گئی پڑی دور اندیشی کی اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا کہ بھائیو ہماری تمھاری یہہ طاقت تھی کہ انگریز کو ہٹا سکین لیکن یہہ صرف بھگوان کی کرپا ہی کہ میری بات رہگئی لیکن اب مناسب ہی کہ ہلکر سے کہدو کہ وہ کسی طرف کو چلا جاے میری طاقت نہین کہ انگریزون کے دشمن کو پناہ دون اور اپنے بیٹے کنور رندھیر سنگھہ کو قلعے کی کنجی دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا لیک صاحب نے اوسکی بہت خاطرداری کی اور راجہ نے بھی پھر بوعدہ ادای بیس لاکھہ روپیے خرچ لڑائی لیک صاحب سے صلح کرلی +

یہہ کام راجہ نے واقعی بڑی دوراندیشی کا کیا ✦
اہالیان انگلستان نے لارڈ ولیزلی کے اس حسن انتظام کی کہ جسنے او
ہندوستان کے مفسد رئیسون کو دباکر یکبارگی سب فتنہ و فساد کا استیصال کر
تمام ملک مین امن چین پھیلا دیا کچھہ قدر نہ کی - چونکہ سرکار کمپنی آخر کو
سوداگر تھے اس لیئے لڑائی کے اصرافات سے گھبرا گئے اور اس نامی
گرامی گورنرجنرل کا استعفا منظور کر لارڈ کارنوالس کو جو ۱۷۹۳ع مین اس
عہدے سے مستعفی ہوکر انگلستان کو چلا گیا تھا پھر گورنرجنرل مقرر کر کے
کلکتے کو روانہ کیا لارڈ کارنوالس کی رائے مارکوس ولیزلی سے بالکل خلاف
تھی بلکہ کہنا چاہیئے کہ مشیت الہی کے بھی خلاف تھی کیونکہ مارکوس ولیزلی کا
یہہ منشا تھا کہ یہان کے مفسد رئیسون کو زیر کر کے کل ریاستون کو اپنی سرکار کی
قلمرو مین شامل کرے اور لارڈ کارنوالس کو اونکی حفاظت کرنا بلکہ اکثر علاقجات
منضبطہ کو سرکار کی حکومت سے نکالکر واپس کرنا منظور تھا - یہہ گورنر
۳۰ جولائی کو کلکتے مین آیا اور ۵ اکتوبر کو غازی پور مین پہونچکر مر گیا - اسکا
مقبرہ وہان دیکھنے کے لائق بنا ہوا ہی بعد اسکی وفات کے سر جارج بارلو جو
اوس زمانے مین کونسل کا اعلی ممبر تھا عہدہ گورنرجنرل کا کام انجام دینے لگا
اور وہی پھر اوس عہدے پر منظوری بورڈ آف کنٹرول سے مستقل ہوگیا
- سرکار کی سیندھیا سے صلح ہوگئی اور ہلکر سے بھی پنجاب مین کنارے دریا

ہے صندلی لواز لیا ہوا ۱۵ ستمبر کو کابل مین داخل ہوا اکبر خان نے اون
مردون اور میم اور بابا لوگون کو جو اوسکے پاس قید مین تھے ایک افغان
صالح محمد کے ساتھ بامیان کی طرف بھیجدیا تھا اور اوسکا یہہ ارادہ تھا کہ انکو
بطور تحفے کے غلامی کے لیے سرداران تورانی کے پاس بھیجکر تقسیم کر دے
لیکن صالح محمد نے اونسے سازش کر کے بیس ہزار روپیہ نقد اور ہزار
روپیہ ماہواری کے وعدہ پنشن پر صحیح و سالم اونکو فوج سرکاری مین پہونچادیا
جنرل الفنسٹن دہین مین مر گیا تھا لیکن تاہم سوائے صاحب لوگون کے لیڈی میکناٹن
اور لیڈی سیل مع ۱۲ میم اور ۱۹ لڑکون کے ان قیدیون مین موجود
تھین۔ غرض ان قیدیون کے ساتھ فوج سرکاری نشان فتح و فیروزی
کا اڑاتی فیروزپور کو چلی آئی گورنر جنرل نے دوست محمد خان کو بھی
چھوڑ دیا سرکار کا اس لڑائی مین کم سے کم سترہ کرور روپیہ خرچ ہوا +
سنہ ۱۸۳۲ء مین سرکار کا یہہ عہد و پیمان سندہ کے امیرون سے ہو گیا تھا
کہ دریاے سندہ کی راہ سے سرکاری آدمی آمد و رفت کیا کرین لیکن
کوئی جہاز جنگی اوسمین نہ آیا کرے اور نہ سامان لڑائی کا ادھر کبھی کو جایا
کرے سنہ ۱۸۳۸ء مین یہہ امر بھی مقرر ہوا کہ ایک سرکاری رزیڈنٹ وہان رہا
کرے لیکن جب سرکار کو معلوم ہوا کہ یہہ لوگ ایران کے بادشاہ سے خط و کتابت رکھتے
ہین لارڈ آکلینڈ نے جسوقت سرکاری فوج کابل کو بھیجی اون سے ایک اور عہد نامہ

اس مضمون کا لکھوا لیا کہ کسی قدر فوج سرکاری اونکے علاقے مین رہا کرے اور
اوسکا خرچ وہ ادا کیا کرین اسپر بھی امیران سندہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے
اور کابل کی لڑائیون مین سرکار کے دشمنون سے سازش کرنے لگے اور
سرکار کو یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ دریاے سندہ پر خلاف عہد نامے کے محصول
لگایا گیا غرض ۱۸۴۲ء مین لارڈ ایلنبرا نے اونسے ایک اور اس مضمون کا عہد نامہ ۱۸۴۲ء
لکھوا لیا کہ بعوض خرچ فوج کے وے کچھہ ملک سرکار کی نذر کرین اور سکہ سرکاری
اپنے یہان جاری کرین اور جو دھوئین کش دریاے سندہ مین چلین اونکے
جلانے کو لکڑیان دیا کرین۔ اور بصورت نہ دینے کے کشتیبانون کو اختیار
رہے کہ جہان سے چاہین درخت کاٹ لین امیرون نے اگرچہ اس
عہد نامے پر مہرین کر دین تھین لیکن اونکے بلوچی سردار اس بات سے بہت
ناراض ہوئے میجر اوٹرم وہان رزیڈنٹ تھا اور سر چارلس نیپر وہان کے
انتظام کیلیے کچھہ فوج لیکر حیدرآباد سندہ کی دار الحکومۃ کے متصل پہونچ چکا تھا
اسپر امیرون نے میجر اوٹرم سے کہا کہ اگر سر چارلس نیپر حیدرآباد کی طرف جاویگا
بلوچی ضرور بلوا کرینگے سر چارلس نیپر صاحب کب سننے والا تھا غرض
۱۵ فبروری کو بلوچون نے بلوہ کرکے رزیڈنٹی کا محاصرہ کر لیا۔ رزیڈنٹ ۱۸۴۳ء
تو اوس وقت مع اپنے آدمیون کے دخانی جہاز پر سوار ہو گیا لیکن اسباب
کا بہت نقصان ہوا جب سر چارلس نیپر صاحب نے حیدرآباد سے تین کوس

کے فاصلے پر سیانی مین پہونچکر دیکھا کہ امیرون کی فوج بیس ہزار سے زیادہ
بڑے استحکام کے ساتھ آمادۂ جنگ ہی ہر چند کہ اوس وقت اس طرف
کی فوج مین کل تین ہزار کے قریب جمعیت تھی لیکن نیپر صاحب نے اونپر
فوراً حملہ کر دیا اور خوب ایک ہنگامۂ کارزار گرم ہوا انجام کو امیرونکی فوج
نے شکست کھائی سرکاری فوج مین سے کل ۲۶۲ آدمی کھیت رہے مگر غنیم کے لشکر
مین سے پانچہزار کام آئے باقی ناکام بھاگ گئے بعد اس فتح کے چھہ امیر سر چارلس نیپیر
صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور صاحب موصوف بفتح و فیروزی حیدرآباد مین
داخل ہوئے دوسرے مہینے مین سر چارلس نیپیر نے اسیطرح ڈبا کی لڑائی
مین میرپور کے امیر کو شکست دی اور وہان بھی اپنا دخل کر لیا اور کچھہ سوا اسکے بھی
امرکوٹ کے مضبوط قلعے کو بھی لیلیا جو شخص امرا مین سے ادھر ادھر بچ رہا
تھا وہ رفتہ رفتہ ایک ایک سرکار مین حاضر ہوتا گیا اور سندہ مین بالکل عملداری
سرکار ہو گئی اسی سال گوالیر مین جھنکوجی وارث ریاست مہاراج دولت راو
سیندھیا لاولد مرا اور اوسکی رانی تارا بائی نے جو ہنوز تیرہ برس کی تھی
بھیاجی نامی ایک لڑکے ہشت سالہ کو جو اوسکا رشتہ دار تھا گود لیکر مسند نشین
ریاست کیا ماما صاحب جو راجہ متوفی کا ماموں تھا بصلاح رزیڈنٹ راج کا کام انجام
دینے لگا۔ لیکن دادا خاصگی والے نے رانی سے برآمد کرکے ماما صاحب کو نکلوا دیا
اور سب کام اپنے تعلق کر لیا۔ تب صاحب رزیڈنٹ یہہ حال دیکھکر دھولپور سے چلے

آئے اور فوج مین سیندھیا کی بلوہ ہونے لگا کچھ لوگ دادا خاصگی والے کے
حامی و مددگار ہوگئے اور کچھ بابو سیتولیا کی طرف ہوگئے۔ غرض دو روز
تک طرفین سے خوب گولہ برستا رہا آخر الامر رانی صاحب نے فوج کو اپس کی
لڑائی سے باز رکھا اور دادا خاصگی والے کو قید کرکے آگرے بھیجدیا
اور بابو سیتولیا کو اپنا دیوان مقرر کیا اس عرصے مین گورنر جنرل کا لشکر گوالیار
کی سرحد پر جا پہونچا۔ اور لارڈ ایلنبرا کو گوالیر کی طرف سے کھٹکا مٹانے کا یہہ موقع
خوب ہاتھ لگا کیونکہ ادھر پنجاب مین بھی فساد برپا ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا
اس لیئے دربار گوالیر کو لکھہ بھیجا کہ اگر صلح رکھنی منظور ہی تو اپنے یہان فوج
کنٹنجنٹ اور بڑھادو اور اوسکے خرچ کے لیئے کچھ علاقہ سرکار انگریزی کے حوالے
کردو اور بعد ازان فوراً اس مضمون کا اشتہار جاری کرکے کہ فوج سرکار انگریزی
مہاراج کی حفاظت کے لیئے آتی ہی بطرف گوالیار کوچ کردیا ۲۹ دسمبر کو
مہاراجپور اور پنیر پر سیندھیا کی فوج سے مقابلہ ہوا خوب معرکہ کارزار گرم ہوا انجام کو
سیندھیا کی فوج نے ہر طرف سے شکست کھائی اور پانچوین جنوری کو گورنر جنرل گوالیار
مین داخل ہوا اور سیندھیا سے اس مضمون کا عہد نامہ جدید لکھوالیا کہ تا بلوغ ہژدہ ۱۸۴۴ء
سالگی راجہ صاحب کے انتظام ریاست کا معرفت اہلکارون کے بصلاح
رزیڈنٹ ہوا کرے اور فوج کنٹنجنٹ بڑھادیجاوے اور اوسکے خرچ کے لیئے
کچھ علاقہ سرکار کے سپرد کردیا جاوے اور اوس ریاست مین نو ہزار سے زیادہ

فوج راجہ کی نہ رہنے پاوے اور کل ۲ توپین جن مین بارہ لڑائی کی اور اٹھ
سلامی کی رہا کرین لارڈ ایلنبرا بعد طی ہو جانے اس مہم کے سمت کلکتہ روانہ ہوا اور
دہان اوسکی تبدیلی کا حکم ولایت سے آگیا اور بجاے اوسکے سر ہنری ہارڈنگ
گورنر جنرل مقرر ہوا ۔ رنجیت سنگھ بعد ملاقات لارڈ اکلینڈ کے بیمار ہو گیا
اور ۲۷ ماہ جون ۱۸۳۹ء کو شام کے وقت ہوش و حواس کے ساتھ ۵۹ برس
کی عمر مین راہی ملک عدم ہوا حقیقت مین یہہ شخص اپنی قوم مین بڑا نامی گرامی
اس ملک مین گذرا اسکا دادا چرت سنگھ نامی نودہ سنگھ سانسی جاٹ کا بیٹا تھا
جو موضع سوکر چک علاقہ گوجروالہ کے درمیان ایک کچی گڑہی مین رہتا تھا اور
صرف اتنی اوسکو قدرت تھی کہ بوقت ضرورت دو ڈھائی ہزار سوار جمع کر لیتا تھا
لیکن رنجیت سنگھ نے اپنی سعی بازو سے اپنی ریاست کو اتنا بڑھایا کہ ادھر سندھ سے
لیکر عملداری چین تک اوسکو پہونچا دیا اور ادھر درۂ خیبر سے لیکر اپنے علاقے
کو دریاے ستلج سے ملا دیا باوجود اسکے کہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ کا ملک
لوگون کو بطور معافی کے دے رکھا تھا جسپر بھی قریب ڈیڑہ کرور کے زر روپیا
اوسکے خزانے مین آیا کرتا تھا مرتے وقت خوب اسنے داد و دہش کی چنانچہ ایک کرور
روپیہ سے زیادہ اوسنے اوس روز خیرات کیا تھا جس روز اوسنے انتقال کیا
اور لطف یہہ کہ نوشت و خواند مین صرف اتنی ہی مہارت تھی کہ اپنا نام لکھ سکتا
تھا اور ایک آنکھہ چیچک کی نذر پہلے ہی کر چکا تھا لیکن مردم شناسی مین وہ بصیرت

رکھتا تھا۔ کہ بعد از راجہ بکرم ج اور اگر کسی نے سوائے اوسکے دربار کے
شاید اپنی آنکھ سے ایسے نورتن نہ دیکھے ہونگے جب اوسکی لاش گنگا جل سے
دھو صندل کے بیمان مین جو سونے کے پھولون سے آراستہ تھا رکھکے
جلانے کو لیچلے تو چار رانیان اوسکی بہت نفیس اور عمدہ پوشاکین پہن اور
زیور سے آراستہ اوسکے ساتھ ستی ہونے کو چلین چنانچہ رانی کندن بیٹی
راجہ سنسار چند رجپوت کانگڑے والے کی راجہ کے سر کو اپنی گود مین
رکھکر چتا پر بیٹھ گئی اور باقی اور تین رانیان بھی جن مین دو سولہ ۱۶ سولہ ۱۶ برس
کی نہایت حسین تھین پانچ ۵ سات لونڈیون کے ساتھ اوسکے گرد بیٹھ گئین چہرون پر
اونکے مطلق آثار رنج و ملال کے معلوم نہوتے تھے بلکہ ایک بشاشت پائی جاتی
تھی اور عجیب ایک سماں تاسف کا بندہ رہا تھا جب چتا مین آگ دیگئی تو دیکھتے ہی دیکھتے
سب رانیان راجہ کی لاش کے ساتھ جلکر خاک ہوگئین اوس وقت ایک ابر نمودار
ہوا اور اوس مین سے کچھ قطرے پانی کے برسے گویا کہ آسمان نے بھی خود اس
سانحۂ پر الم پر اشک ماتم بہایا بعد وفات راجہ رنجیت سنگھ کے اوسکا بیٹا
کھڑک سنگھ مسند نشین ہوا اور چونکہ یہہ راجہ اپنے باپ کے قدیمی وزیر
راجہ دھیان سنگھ سے بوجہ خاص ناراض ہوگیا تھا اسلیئے اوس وزیر نے
اوسکے بیٹے نونہال سنگھ کو ایسا ورغلانا کہ اوسنے راجہ کھڑک سنگھ کو نظر بند
کرکے عنان ریاست اپنے ہاتھ مین لے لی کھڑک سنگھ چند روز بیمار رہکر مر گیا

بعد اجانے اوسکو زہر دیدیا یا علاج مین کچھ سوے تدبیری کرائی
گئی الغرض لاشکو جب راجہ متوفی کی نونہال سنگھ جلاکر اپنے مکانکیطرف آتا تھا
راستے مین ایک ایسا دروازہ خداکے قہر کا اوسپر ٹوٹ پڑا کہ اوسکے صدمے
سے جان بحق ہوا اپنے باپ کے راستے پر قدم بقدم چلا گیا اور راجہ دھیان سنگھ
کا بھتیجا میان اتم سنگھ بھی وہین کام آیا بعضے کہتے ہین کہ یہہ حرکت سب
دھیان سنگھ اور اوسکے بھائی گلاب سنگھ کی تھی لیکن اصلی سبب دروازہ گرنیکا
آج تک کسی کو معلوم نہوا سکھون نے بموجب اپنے دستور کے کھڑک سنگھ کی
رانی چندر کنور کو ملک کا وارث بنایا اور گلاب سنگھ بھی اوسکی طرف ہو گیا
لیکن فوج بسبب اغوا دھیان سنگھ کے کھڑک سنگھ کے بھائی شیر سنگھ سے آملی چندر کنور
قلعے مین محصور ہو گئی فوج نے چہار طرف سے گھیر لیا آخر دو تک
خوب گولہ چلا کیا اگرچہ گلاب سنگھ اندر سے اور دھیان سنگھ باہر سے لڑتا
رہا لیکن دلون مین ایک تھے صرف ظاہر مین لوگون کے دکھلانے کو یہہ جنگ
زرگری کر رکھا تھا انجام کو اس بات پر صلح قرار پائی کہ شیر سنگھ مسند نشین ہو اور
رانی چندر کنور کو نو لاکھ روپیہ کی جاگیر دیجاوے اور کبھی راجہ شیر سنگھ اوسے
اپنی رانی بنانیکا ارادہ نہ کرے اور گلاب سنگھ مع اپنی فوج کے نشان
کھولے ہوئے قلعے سے باہر چلا جاوے کوئی کچھ مزاحمت نہ کرے غرض گلاب سنگھ
نے اپنی ١٦ سولہ توپون کی ١٦ سولہ پیٹیون مین صرف تین ٢٠ تیس ٢٠ کارتوس کھلادن کو

بالکل روپیون سے بھر لیا اور پانسو توڑے اشرفیون کے اپنے پانسو جوانون
کے ہاتھہ دیکر جس قدر جواہرات چل سکے اپنی اردلی کے سوارون کو دیکر
اور بہت سا قیمتی اسباب اپنا لے قلعے سے نکلکر شاہدرے کے متصل رکھ دیے
جا جما پھر کچھہ روز بعد شیر سنگھہ سے رخصت ہو اپنی جاگیر جمون کو چلا گیا۔
غرض دھیان سنگھہ اس غم مین کہ شیر سنگھہ کو مین نے ہی مسند پر بٹھایا اور شیر سنگھہ
کو یہہ خیال کہ جب تک دھیان سنگھہ رہیگا مین صرف برائے نام راجہ رہونگا اور
بالکل اختیار ریاست اوسکے ہاتھہ مین رہیگا اور مجھے ہر طرح سے دبا دیگا دونون
کے دلون مین نفاق پڑ گیا۔ اور ایک کو دوسرے کی طرف سے خوف رہنے لگا اور
سندھانوالون کو یہہ موقع اپنی مطلب برآری کا اچھا ہاتھہ لگا کیونکہ وہ لوگ
بعد اولاد رنجیت سنگھہ کے اپنے تئین مستحق ریاست جانتے تھے اور
شیر سنگھہ سے ناراض بھی ہو رہے تھے اس لیئے ایک روز دونون
بھائیون لہنا سنگھہ اور اجیت سنگھہ سندھانوالون نے تنہائی مین مہاراجے کے
پاس آکر یہہ فقرہ سنایا کہ [illegible] ہمکو دھیان سنگھہ نے آپکے مارنیکے واسطے
بھیجا ہی اور ہم سے اس خدمت کے عوض مین ساٹھہ لاکھہ روپئے کی
جاگیر دینے کا اقرار کیا ہی اور اوسکا ارادہ یہہ ہی کہ آپ کو قتل کرکے
دلیپ سنگھہ کو مسند نشین کرے اور جب تک وہ نابالغ رہے بے تکلف ریاست کا کام آپ
انجام دیا کرے اس لیئے ہم آپکو اس زبردست کے خیالات فاسد سے مطلع کرتے ہیں

حق نمک ادا کرتے ہین آیندہ آپ مختار ہین شیر سنگھ نے اپنی بے سری کی

ہی بے بیم دہراس اپنی تلوار اون دونون سردارون کے سامنے رکھدیا

اور کہا کہ اگر تم میرے مارنے کے قصد سے آئے ہو تو مین اپنی تلوار تمکو

دیتا ہون تم بے تامل مجھے قتل کر دو مگر یاد رکھو کہ جس طرح اب وہ مجھے تمسے قتل کروا تا ہی

تھوڑے روز بعد تمکو بھی مروا ڈالیگا - سندھان والون نے عرض کیا کہ حضور ہم تو آپکے

مارنے کو نہین آئے بلکہ بچانے کو آئے ہین - لیکن ایسے نمکحرام وزیر کا اب چھوڑنا

خلاف مصلحت ہی غرض سندھان والے شیر سنگھ سے دھیان سنگھ کے قتل

کی اجازت تحریری لیکر وہان سے یہہ کہکر رخصت ہوئے کہ بر تھی ناتھ

اب ہم اپنی جاگیر کو جاتے ہین وہان سے اپنے سپاہیون کو لیکر حاضری

دینے کے بہانے سے آپکے حضور مین حاضر ہونگے آپ اوسوقت دھیان سنگھ

کو دیجیے گا کہ انکے سپاہیونکا جائزہ جا کر لو اوس وقت ہمارے سپاہی اوسکو اور

اوسکے بیٹے ہیرا سنگھ کو ایک ہی دفعہ گولی سے مار ڈالینگے - بعد ازان وہ دونون

دھیان سنگھ کے پاس گئے اور اوسکو وہ کاغذ دکھایا جو شیر سنگھ نے

اوسکے مارنیکے لیئے بطور اجازت نامہ تحریر کر دیا تھا دھیان سنگھ

بہت گھبرایا سندھان والون نے کہا کہ گھبرانے کی کیا بات ہی اگر کہیے

تو تیری خاطر سے ہم مہاراج ہی کو مار ڈالین پھر تو اوسنے اونسے بہت اچھے

اچھے وعدے کیئے - اور انھون نے یہان بھی مہاراج کے قتل کے

لیئے وہی تدبیر بتا دی جو راجہ کو دھیان سنگھ کے لیئے بتائی تھی بعد اوسکے دوسرے روز سندھان والے اپنی جاگیر کو چلے گئے اور وہان سے تھوڑے ہی روز بعد پانچ چھہ سو سوار خوب مسلح مرنے مارنے پر مستعد اپنے ہمراہ لیکر آموجود ہوئے دھیان سنگھ تو اون دنون مین بیماری کا بہانا کرکے گھر بیٹھہ رہا تھا اور مہاراج باغون کی سیر کر رہے تھے۔ اور چونکہ مہینے کی پہلی تاریخ تھی اسلیئے دربار بھی تھا مہاراج کشتی کا تماشا دیکھکر پہلوانون کو انعام دے دیکر رخصت کر رہے تھے کہ یکبارگی سندھان والون نے آکر واہ گروجی کی فتح سنائی مہاراج بہت مہربانی سے اونکی طرف متوجہ ہوئے اجیت سنگھ نے ایک دونالی بندوق جسکی ایک ایک نال مین دو دو گولیان پڑی ہوئی تھین پیش کرکے ہنسکر کہا کہ مہاراج دیکھیئے چودہ سو روپیے کو مین نے یہہ کیسی سستی عمدہ بندوق لی ہی بالفعل اگر کوئی تین ہزار بھی دیوے تو مین اوسکو نہ دون جب مہاراج نے بندوق لینے کے لیئے ہاتھہ بڑھایا اجیت سنگھہ نے اوسکے سینے پر لیجاکر وہ بندوق سر کردی شیر سنگھ گولیون کے لگتے ہی بیدم ہوکر گر پڑا صرف اتنا ہی زبان سے نکلا کہ یہہ کیسی دغا غرض یہہ لوگ مہاراج کا سر کاٹ کر اوس جگہہ پر پہنچے جہان مہاراج کا بڑا بیٹا تیرہ چودہ برس کی عمر کا کنور پرتاب سنگھہ رہتا تھا لہنا سنگھہ سندھان والے نے جب تلوار اوٹھائی کنور اوسکے قدمون پر گر پڑا لیکن اوس سنگدل نے ایک ہی ہاتھہ مین

اوسکا کام تمام کیا بعد ازان اجیت سنگھ تو اوسیدم تین سو سوار اور دھیان سنگھ
سپہ دل لیکر لاہور کی طرف بھاگا اور لہنا سنگھ باقی دو سو سوارون کے ساتھ
آہستہ آہستہ اوسکے پیچھے روانہ ہوا آدھی دور پر دھیان سنگھ جو سنگھ کے
پاس جاتا تھا اجیت سنگھ کو ملا اجیت سنگھ نے اوسے روک کر کہا کہ کام تمھارا
بالکل خاطر خواہ بنگیا اب آپ قلعے مین چلکر بندوبست فرمائے اور اپنے
وعدون کو پورا کیجیے سبب یہہ لوگ قلعے کے اندر پہنچے اجیت سنگھ کا اشارہ
پاکر ایک سپاہی نے راجہ دھیان سنگھ کے بھی گولی مار دی اور راجیت سنگھ نے
شہر مین منادی کرادی کہ دلیپ سنگھ راجہ ہوا اور لہنا سنگھ سندھانوالا اوسکا
وزیر ہوا دھیان سنگھ کا بیٹا راجہ ہیرا سنگھ سندھانوالون کے قابو مین نہ آیا
اور اوسنے فوج کو اپنی طرف کر لیا۔ اور نشو ضرب توپ لیکر قلعہ جا گھیرا تمام
شب توپین چلتی رہین۔ بوقت طلوع آفتاب ہیرا سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین
اپنے باپ کے قاتلون کو قتل نکر لونگا کھانا پینا مجھے حرام ہی دھیان سنگھ
کی رانی بھی مع لونڈیون کے ستی ہونیکے لیئے اس عرصے مین چتا پر چڑھنے
کو طیار ہوئی ہیرا سنگھ نے سپاہیون سے باواز بلند کہا کہ رانی اوس وقت
ستی ہوگی جب اوسکے خاوند کے قاتلون کا سر کاٹکر اوسکے قدمون مین رکھا
جائیگا فوج اسبات کے سنتے ہی جوش مین آئی چونکہ دیوار قلعہ شکست ہوگئی
تھی قلعے پر حملہ کر فوراً اندر گھس گئی اور اجیت سنگھ کا سر کاٹکر رانی کے قدمون

مین رکھدیا رانی اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوئی بعدہ دھیان سنگھ کی کلغی
ہیراسنگھ کی پگڑی مین لگاکر خود مع ۱۳ عورتون کے ستی ہوگئی لہنا سنگھ سندھان
والا بھی اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے قتل ہوکر دار جزا کو روانہ ہوا فوج اپنی لعیمراہ
کو چلی گئی اور شہر مین یہہ منادی ہوئی کہ ہیراسنگھ مہاراج دلیپ سنگھ کا وزیر
مقرر ہوا۔ چند روز بعد راجہ ہیراسنگھ اور اوسکے معتمد پنڈت جلا کی چند باتین
ایسی ظاہر ہوئین کہ جس سے فوج کا دل اوس سے بیزار ہوگیا ہیراسنگھ
نے وزارت چھوڑکر جنبو جانیکا ارادہ کیا اور فوج کے قواعد دیکھنے کے
بہانے سے شہر کے باہر نکلا مگر شاہدرے سے پانسو قدم بھی آگے نہ بڑھا تھا کہ
سکھ سوارون نے پہونچکر گھیر لیا اور کہا کہ تو پنڈت جلا کو ہمارے حوالے کردے
لیکن پنڈت نے اپنی جان بچانیکے لیئے اوسکو آگے ہی چلنے کا اشارہ کیا اور
سکھون کا کہنا کچھہ سُننے نہ دیا جب دس بارہ کوس نکل گئے اور دوپہر دن
آیا تب شامت نصیب سے پنڈت جلا گھوڑے سے گر پڑا اور گرتے
ہی سکھون نے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور جب ہیراسنگھ بھی پیاس
کی شدت سے پانی پینے کے لیئے ایک گانو مین اُترا سکھون نے اوس گانون مین
آگ لگاکر اوسے بھی وہین قتل کرڈالا ہیراسنگھ کا سر لاہور کے دروازے پر لاکر
لٹکا دیا اور پنڈت جلا کا سر تمام شہر مین بعد تشہیر کرنیکے طعمۂ سگان ہوا غرض بعد مارے جانے
ہیراسنگھ کے دلیپ سنگھ کا ماموں جواہر سنگھ وزیر ہوا لیکن اسی عرصے مین کنور پشورا سنگھ

نے سرکشی کرکے اٹک کا قلعہ جا دبایا جواہر سنگھ کے آدمیون نے پہلے تو دم
دلاسا دیکر اوسے قلعے سے باہر نکالا اور پھر رات کے وقت اوسے مار کر
دریائے اٹک مین پھینک دیا کنور پشورا سنگھ چونکہ مہاراج رنجیت سنگھ کے فرزندون
مین سے تھا اور بوجہ بہادری کے تمام فوج کا عزیز تھا اوسکے مارے جانے کی
۱۸۴۵ء خبر سنتے ہی تمام سپاہ کے دل مین آتش غضب بھڑک اوٹھی اور ۲۱ ستمبر ۱۸۴۵ء
کو تمام لشکر دلی دروازے کے نزدیک جا مقیم ہوا الغرض جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ اب
جان بچنے کی کوئی صورت نہین ہے تو مہاراج دلیپ سنگھ کو اپنی گود مین لیکر ہاتھی پر سوار ہو
اور اپنی ہمشیرہ یعنی دلیپ سنگھ کی مان رانی جنداں کو بھی دوسرے ہاتھی پر سوار
کرا اپنے ہمراہ لیا لیکن جب سواری فوج کے مقابل پہنچی سپاہیون نے
اوسکے ہاتھی کو روکا اور فیلبان کو دھمکا کر ہاتھی بٹھا دیا اور مہاراج
کو اوسکی گود سے چھین لیا اور اوسکا کام تمام کر دیا اور سکھون نے تمام
کیا اس سے گویا سکھی حکومت پنجاب مین ختم ہو گئی اور عہدہ وزارت خالی پڑا
رہا۔ اگرچہ راجہ لال سنگھ مشیر رانی جنداں کے اختیار سے تمام کاروبار سرانجام
انجام ہوتا رہا لیکن اب تمام اختیار کل معاملات مین فوج کا تھا اور فوج کو باوجود
ہونے اس قدر سامان لڑائی کے بے شغل بیٹھا رہنا کب پسند آتا تھا بلکہ پیشتر ہی سے
سر کھینچا یہ سکھ ارادہ تھا کہ سرکار انگریز بہادر سے جنگ کرنا چاہیے بعض لوگ
یہ بھی کہتے ہین کہ منصوبہ اس لڑائی کا رانی اور سرداران پیشتر اس

غرض سے کیا تھا کہ اسطرح تو فوج لاہور مین خاموش رہیگی جب اسنے
راجہ اور سردارون کو قتل کر چکی ہی تو ضرور بالفعل جو باقی رہ گئے ہین اونکے
بھی خون بہائیگی اس سے بہتر یہی ہی کہ یہہ لوگ انگریزون سے لڑین
اگر انکی فتح ہوئی تو بیشک یہہ کلکتے تک انگریزون کا پیچھا کرتے ہوئے
چلے جاوینگے اور لاہور کو پھر مراجعت انکی جلدی سے معلوم ہی اور جو انکی
شکست ہوئی تو صاحبان عالیشان کسی کی جان کے خواہان نہیں ہین سبکی ہم
پنشن مقرر کر دینگے تو ایسی نظر دلپذیر موجود ہی سب امرا نے اپنی جان
کی حفاظت اسی مین دیکھی کہ فوج لاہور سے نکلکر انگریزون سے لڑنے کے
لیے آمادہ ہو غرض فوج کو انگریزون سے لڑنیکا حکم دیا +

لارڈ ہارڈنگ اس خیال سے کہ ہمارے اور اوس سرکار کے درمیان
صلح اور دوستی کا عہدنامہ ہی اس باب سے بالکل غافل تھا حتی کہ راجہ
لال سنگھ نے جمعیت ۲۲۰۰۰ سوار اور ۸۸ توپون کے ۲۳ نومبر کو لاہور
سے کوچ کیا اور سردار تیج سنگھ بھی ۱۶ دسمبر کو معہ فوج وہان سے کوچ کر کے راجہ
لال سنگھ سے شامل ہوا جب گورنر جنرل نے دیکھا کہ سکھون کی فوج
فیروزپور کے سامنے آگئی تو ادھر سے بھی پلٹن اور رسالون کو
ڈبل کوچ کا حکم دیا اور ۱۵ کو گنگا کی سرائے کے ڈیرون سے گورنر جنرل نے
لڑائی کا اشتہار دیدیا سکھون کی جو فوج اس پار اوتر آئی تھی اسی

ہزار سے کم نتھی تیج سنگھ اور لال سنگھ دونون نے چاہا کہ فیروزپور پر حملہ
کرین لیکن فوج نے نمانا کیونکہ فوج کو یقین تھا کہ قلعہ فیروزپور مین انگریزون
نے سرنگین کھودکر باروت بچھا رکھی ہی جسوقت سکھ حملہ کرینگے اوس
وقت باروت مین آگ لگا دیوینگے غرض کئی روز سکھونکی فوج اسیطرح چپ
چاپ فیروزپور کے مقابل ڈیرہ ڈالے پڑی رہی مگر جس وقت سنا کہ فوج
انگریزی اونکی طرف کوچ کرتی چلی آتی ہی تو وہ بھی وہان سے انبالے
کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۸ دسمبر کو تیسرے پہر راجہ لال سنگھ نے
مुदकी
مع بارہ ہزار سوار اور ۴۰ ضرب توپ کے مدکی سے دو کوس کے
فاصلے پر ڈیرہ کیا فوج انگریزی چونکہ بڑا کوچ کرکے مدکی مین پہنچی تھی
ہنوز ڈیرے بھی نہین کھڑے ہونے پائے تھے اور نہ سپاہیونکو ہاتھ
منہہ دھوکر روٹی پکانے سے فرصت ملی تھی کہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف
دونون نے یہہ خبر سنتے ہی گھوڑونپر سوار ہو لشکر مین بگل لڑائی کا بجوا دیا
غرض جس وقت فوج انگریزی حملہ کرکے سکھون سے مقابل ہوئی کثرت
گرد و غبار سے اپنا اور بیگانہ نظر نہین آتا تھا سکھ جو پیشتر آگئے تھے جھاڑیون
کے سہارے سے انگریزی سوارون پر بندوقین جوڑ جوڑ کر گولیان مارنے لگے
جنرل سیل جلال آباد والے اور کئی بڑے بڑے انگریز اس لڑائی مین مارے
گئے لیکن آخر کو ان شیرون کی تاب مقابلہ نلاکے سکھ لوگ گیدڑونکی طرح

بھاگ نکلے اور صاحبان عالیشان فتحیاب ہوئے ۲۱ دسمبر کو انگریزی
فوج نے سکھون کے مورچون پر جو اونھون نے پھیرو کے پاس جمائے تھے حملہ کیا
اس روز رات تک لڑائی ہوتی رہی اور میجر براڈفٹ انبالے کے اجنٹ
اوسی لڑائی مین کام آئے لیکن قبل از طلوع آفتاب ایک شخص بھی ان مین دشمنو
سے باقی نرہا اکثر تو اوسی جگہہ فوج انگریزی کے ہاتھہ سے مارے گئے اور جو باقی
رہے ستلج کی طرف چلے گئے اور متصل سبرانو ہری کے پٹن پر ہوکر ڈیرہ
خیمہ تو اپنا ستلج کے دہنے کنارے رکھا اور آپ لڑنے کے لیے ستلج کا پل
کشتیون کا باندھکر اوسکے باٸین کنارے مستعد ہوئے سرکاری فوج
نے بھی اوسی جگہہ اونکے مقابل جا ڈیرہ کیا اور مہینے بھر سے اوپر دونون
فوجین اسطرح آمنے سامنے بے جدال و پیکار پڑی رہین انگریز تو اپنے
بڑے قلعہ شکن توپخانے کے پہونچنے کے منتظر تھے اور سکھہ لوگ اس
امید پر کہ اب انگریز دبکر صلح کر لینگے خاموش تھے اس عرصے مین جنرل
ہیری اسمتھ نے لدھیانے کے نزدیک علی وال مین سردار رنجور سنگھہ
کو جسنے وہان کچھہ سکھہ جمع کیئے تھے شکست دی اور راجہ گلاب سنگھہ
تین ہزار آدمی ساتھہ لیکر جمون سے لاہور مین آ پہنچا۔ غرض ۱۰ فروری
۱۸۴۶ء کو علی الصباح فوج سرکاری نے سکھون پر جو اپنے مورچون
مین غافل پڑے ہوئے تھے حملہ کیا اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی

مین اونکا قدم میدان سے اوکھڑ گیا اور پھر اس بدحواسی بھاگے
کہ انکے ہجوم سے پل بھی ٹوٹ گیا اور اوس پل کے ٹوٹنے سے آدھے
سے زیادہ سکھ ستلج مین ڈوبکر مر گئے غرض یہہ لڑائی بہت بڑی ہوئی
اور اس لڑائی کے شکست کھانے سے سکھون کی خود مختار سلطنت
جو رنجیت سنگھ نے اس محنت سے بنائی تھی بالکل نیست و نابود ہوگئی
سرکاری فوج اوسی روز دوسرے گھاٹ پل باندھکر ستلج کے
اوس طرف اوتر گئی بعدہٗ کوئی غنیم مقابل نہوا اور فوج سرکار انگریزی بعزت
تمام منزل بمنزل لاہور کی طرف روانہ ہوئی اور قصور کے مقام پر راجہ
سुलियानी گلاب سنگھ گورنر جنرل کی خدمت مین آحاضر ہوا اور پھر لاٹ صاحب کے اذن
مین مہاراج دلیپ سنگھ کو بھی لے آیا ۲۰ فروری کو فوج سرکار گورنر جنرل
کے ساتھہ لاہور مین داخل ہوئی اور ۹ مارچ کو دربار عام مین مہاراج
نے مع اپنے سب سرداروں کے آگے جدید عہد نامے پر دستخط کیے
اس عہد نامے کی رو سے لاہور کے بالکل علاقجات جو ستلج کے اس
پار تھے مع دوابہ جلندھر سرکار کی عملداری مین آگئے دریاے
بیاس سرحد عملداری قائم ہوا پچاس لاکھہ روپیہ بابت خرچ لڑائی کے
مہاراج نے نقد ادا کیا اور ایک کرور روپیے کی عوض علاقہ جموں اور
کشمیر کا حوالے کر دیا کہ سرکار نے وہ روپیہ لیکر راجہ گلاب سنگھ کو خطاب

مہاراجگی دیگر علاقہ واپس کردیا جو بات رانی جنداں اور راوسکے دوست
لال سنگھ نے واسطے بربادی گلاب سنگھ کے تجویز کی تھی وہی گلاب سنگھ کے
کام آئی کیا قدرت الہی ہے جس قدر توپین لڑائی مین گئی تھین بالکل سرکار
کے قبضے مین آگئین قصہ مختصر گورنر جنرل نے تھوڑی سی فوج متعین
کرکے مہاراج اور رانی صاحب کے لاہور مین رہنے دی اور باقی سب
فوج کو اپنی اپنی چھاؤنی مین روانہ کردیا۔ مہاراج گلاب سنگھ نے
جب کشمیر مین اپنا قبضہ کرنیکے لیئے آدمی اور سپاہی بھیجے شیخ امام الدین
وہان کے صوبہ دار نے سبکو مار کر نکال دیا اور کشمیر کے دینے سے
انکار کیا لیکن جب ہنری لارنس صاحب اجنٹ لاہور کچھ تھوڑی سی
فوج انگریزی لیکر گلاب سنگھ کو دخل دلانے کے لیئے سرینگر کی گھاٹی
پر پہنچے امام الدین اونکے ہمراہ لاہور چلا آیا اور کشمیر مین بخوبی گلاب سنگھ
کا عمل و دخل ہوگیا امام الدین نے سبب اپنی استادگی کا یہہ بیان
کیا کہ راجہ لال سنگھ وزیر نے کشمیر چھوڑنیکے لیئے مجھے منع کردیا تھا
بلکہ لال سنگھ کا لکھا ہوا مہری خط بھی اسی مضمون کا پیش کردیا چنانچہ سرکار
نے لال سنگھ کو اس قصور مین منصب وزارت سے معزول کرکے نظربندی
کے لیئے آگرے بھیجدیا اور کاروبار ریاست کا سردار تیج سنگھ سردار
شیر سنگھ سردار شمشیر سنگھ سردار رندھان سنگھ سردار عطر سنگھ سردار رنجور سنگھ

دیوان دینا ناتھ اور خلیفہ نورالدین کے سپرد کر دیا اور اِس عرصے مین میعاد رہنے فوج سرکاری کی لاہور مین گذر گئی اور قریب تھا کہ لاہور چھوڑ کر ستلج کے اِس پار چلی آوے لیکن سردارون نے یہہ بات نہونے دی اور فوج رہنے کے لیئے سرکار سے بہت آرزو کی تب ناچار سرکار نے اونکی عرض قبول کر کے یہہ تجویز کی کہ تک جب راجہ دلیپ سنگھ ۱۶ برس کا نہو جس قدر فوج سرکار حفاظت ملک کے لیئے درکار ہو لاہور مین رہے اور خرچ اوسکا بائیس لاکھ سالانہ خزانہ لاہور سے ملا کرے اور بندوبست اور انتظام ملک کا بموجب صلاح حکم صاحب اجنٹ بہادر کے ہوتا رہے اور رانی چندا کے گذارے کے لیئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ نقد مقرر ہو جاوے رانی چندا اختیار کے کم ہو جانے سے روز بروز طرح طرح کے فساد برپا کرنے لگی اور دلیپ سنگھ کو بھی اغوا کرنے لگی حتیٰ کہ جو روز سردار تیج سنگھ کے خطاب راجگی کے ملنے کا مقرر ہوا تھا اوس روز دلیپ سنگھ نے صاف انکار کیا کہ ہمین اسکی راجگی کا تلک کرنا منظور نہین ہی آخر جب سردارون نے دیکھا کہ رانی لاہور مین رہکر مہاراج کو بھی خراب کریگی اور ملک مین بھی فتور ڈالیگی تب بصلاح صاحب اجنٹ بمنظوری گورنر جنرل اُسے شیخو پورے مین جو لاہور سے بفاصلہ ۱۶ سولہ کوس کے ہی نظربند

۱۸۴۷ء رہنے کے لیئے بھیج دیا۔ ۱۸۴۷ء کے آخر مین دیوان مولراج ناظم
ملتان نے لاہور مین آکر اپنی نظامت کا استعفا پیش کیا اور وجہ
اوسکی یہہ بیان کی کہ بسبب افزایش جمع اور تبدیلی انتظام سرکار کے
مجھے نقصان ہوتا ہی اور بسبب مسموع ہونے مرافعہ ملتانیون کے
لاہور مین اونپر میرا پہلا سا دبا و باقی نہین رہا۔ الغرض اوسکا استعفا
منظور ہوا اور اگنیو صاحب اور لفٹننٹ اندرسن صاحب معہ جمعیت ڈھائی
ہزار سوار و پیدل اور چھہ ضرب توپ اس مراد سے روانہ ملتان ہوئے
کہ اوس صوبے کو مولراج سے لیکر سردار کاہن سنگھ ناظم جدید کے
۱۸۴۸ء سپرد کردین چنانچہ جب ۱۹ ماہ اپریل ۱۸۴۸ء کو اونھون نے قلعہ کو
اندر سے اچھی طرح ملاحظہ کر لیا تب مولراج نے بعد ملاحظہ کرانے
کے قلعہ اونکے سپرد کر دیا اور وہ دونون صاحب پلٹن گورکھے
دو کپتانون کو قلعہ مین چھوڑ کر آپ باقی آدمیون کے ساتھ اپنے
ڈیرون کی طرف چلے آئے۔ دیوان مولراج اور سردار کاہن سنگھ
دونون ہمراہ تھے دروازۂ قلعہ سے باہر نکلتے ہی کسی سپاہی نے
اگنیو صاحب پر برچھی چلائی اور تلوار سے اونکو زخمی کیا بعدہ
تھوڑی ہی دور آگے یہی سانحہ اندرسن صاحب کے ساتھ پیش آیا
اور مجرم بھاگ گئے ان صاحبون کے ملازم اونھین وہان سے

ادھا کر ڈیرے مین لے آئے مولراج اوسوقت صاحب کے پاس
ملاقات کے لیئے جانیکو طیار تھا کہ اسی عرصے مین کسی نے اوسکے
رشتہ دار رنگرام کو بھی جسنے اوسے صاحب کے پاس جانیکی
صلاح دی تھی زخمی کیا۔ اس حادثے سے مولراج بھی خوفناک
ہوکر اپنے مکان کو چلا گیا دوسرے روز علی الصباح قلعے سے
لشکر انگریزی پر گولے چلنے لگے اور شام تک انگریزی فوج کے
سب سپاہی مولراج سے جا ملے قریب پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سپاہیون کے صرف
ان صاحب لوگون کے پاس رہ گئے ۲۱ کو مولراج کی فوج نے
نکلکر ان دونون زخمی صاحبون پر حملہ کیا اور اونکو مار ڈالا جبکہ یہہ خبر
لاہور مین پہنچی اوسی وقت کچھ فوج بہ تحت حکومت شیر سنگھہ سمت ملتان
روانہ کی گئی اور نواب بہاولپور کو اور لفٹننٹ اڈوارڈس کو جو اون
ایام مین ہزارے کی کمان پر تھا اور فیروزپور کی فوج کو حکم ملا کہ امداد
کے لیئے ہر سمت سے ملتان کی طرف روانہ ہو۔ اسی عرصے مین لاہور
کے درمیان رانی کے سپاہیون نے سرکاری فوج کے کچھہ سپاہیون
سے ملکر ایسی سازش کی کہ ایک ہی روز مین وہان سب صاحب لوگون
کو قتل کر ڈالین لیکن یہہ راز کھل گیا اور رانی جنداں جو اسکے قلعے مین مقید
رہنے کے لیئے بنارس بھیجی گئی اور اوسکے نوکر دن گنگارام و کھان سنگھہ

اور گلاب سنگھ کو پھانسی ہوئی اور باقی مفسدون نے اپنے اپنے قصور کے
موافق سزاے اعمال پائی ۱۸ جون کو متصل ڈیرہ اسمٰعیل خان کے
لفٹننٹ اڈوارڈس سے جو تین ہزار افغان لیکر بھاولپور اور لاہور کی
فوج کے شامل ہو گیا تھا مولراج سے مقابلہ ہوا جسمین ملتانیون نے
شکست کھائی بعد ازان اکثر لڑائیان ہوتی رہین جن مین ملتانی برابر
شکست کھاتے رہے اس عرصے مین فوج سرکاری اور توپخانہ بھی آلو پہنچا اور
قلعے پر حملہ کرنیکا سامان مہیا ہو گیا لیکن جنرل ہویش صاحب نے جو کمانڈنگ افسر
فوج انگریزی کے تھے بسبب باغی ہو جانے سردار چتر سنگھ کے ہزارے
مین اور جا ملنے شیر سنگھ اوسکے بیٹے کے مع فوج لاہور مولراج سے حملہ
کرنا بانتظار آنے اور کمک کے ملتوی رکھا اگرچہ شیر سنگھ صاف میرے
مولراج کے پاس گیا تھا مگر اوسنے اوسکا اعتبار نہ کیا اور قلعے سے
باہر نکلنے کا حکم دیا اس لیئے وہ اپنی فوج لیئے ملتان سے ہزارے کی طرف
اپنے باپ چتر سنگھ کے پاس چلا گیا ادھر گرو مہاراج سنگھ نے بہت سکھ
لوگ جمع کر کے ہوشیار پور کے نزدیک لوٹ ملدکر نی شروع کر دی
اودھر کانگڑے کے متصل کئی چھوٹے چھوٹے راجے باغی ہو گئے
الغرض پنجاب مین ہر طرف سے فساد اوٹھہ کھڑا ہوا اور غدر مچ گیا
امیر دوست محمد خان کے بھائی سلطان محمد خان نے فریب سے

میجر لارنس صاحب اور کئی اَور صاحب لوگون کو سردار چتر سنگھہ کے یہان
گرفتار کرادیا الحاصل جب بمبئی اور سندہ وغیرہ سے تمام فوجین جنرل ہوئش صاحب
کی امداد کے لیئے چلکر ملتان مین آگئین تب یہہ لڑائی پھر شروع ہوئی
فوج سرکاری شہر مین داخل ہوئی اور قریب تھا کہ قلعے پر حملہ کرے لیکن
۱۸۴۹ع ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ع کو مولراج خود بخود مع اپنی سپاہ کے قلعہ چھوڑ کر خدمت
مین جنرل موصوف کی چلا آیا غرض وہ تو مقید ہو کر سمت لاہور روانہ ہوا
اور فوج سرکاری تادیب سکھون کے لیئے شیر سنگھہ کے روانہ ہوئی رام نگر اور
चैलियाव شاہ دولہ پورا اور چیلیان کے معرکون مین اگرچہ فوج سرکاری برابر فتحیاب
ہوتی رہی لیکن ایسے سخت محاربے ہوئے کہ جسمین ہزارون سپاہی
طرفین کے مقتول و مجروح ہوئے۔ اور آخری میدان مین جو بمقام گجرات
سکھون نے شکست کھائی جس سے بالکل طاقت اونکی جاتی رہی اور
دریاے اٹک کی طرف بھاگ گئے جنرل گلبرٹ نے ایسی سرعت سے
اونکا تعاقب کیا کہ ۱۴ مارچ کو سردار چتر سنگھہ اور شیر سنگھہ مع ہمراہی مفسدون
کے اونکی خدمت مین آپ حاضر ہوگئے اور جان کی امان چاہی توپ
بندوق اور سب ہتھیار سرکار کے حوالے کردیئے امیر دوست محمد خان
مفسدون کی مدد کے لیئے مع اپنے فرزندون کے آیا تھا اور چتر سنگھہ
نے بعوض اسکے قلعہ پشاور و اٹک اوسکے حوالے کردیا تھا مگر جب سکھون

نے شکست کھائی وہ قلعہ پشاور چھوڑ کر پھر اپنے ملک کی طرف چلا گیا
اور ایک بیٹا بھی اوسکا گجرات کی لڑائی مین کام آیا اسی عرصے مین
مہاراج سنگھ بھی پکڑا گیا اور پہاڑی راجا بھی سب اپنے کیفر کردار کو
پہنچے غرض آتش فساد سب طرف بجھ گئی اور صورت امن امان کی
ہر طرف نظر آنے لگی جب گورنر جنرل نے دیکھا کہ سکھ لوگ جبتک ذرا
بھی ذی اختیار رہین گے بے فساد کیئے باز نہ آوینگے اور ہمیشہ کے
لڑائی جھگڑون مین ہزارون آدمی ناحق مارے جاوینگے حکم ضبطی ملک
پنجاب صادر فرمایا جو ۲۹ مارچ کو لاہور مین جاری اور مشتہر
کیا گیا القصہ پانچ لاکھ روپیہ بطور پنشن راجہ دلیپ سنگھ کے لیئے
مقرر ہوا اور فرخ آباد مین رہنے کے لیئے اجازت ہوئی اور
مولراج بسزاے اپنے اعمال کے روانہ دریاے شور ہوا اور شیر سنگھ
اور چتر سنگھ کو کلکتے مین نظر بند رہنے کے لیئے حکم ہوا اور تمام خزانہ
توشخانہ لاہور کا قبضہ سرکار والا اقتدار مین آیا اور وہ ہیرا جسکا نام کوہ نور
تھا ملکہ معظمہ انگلستان کوئن وکٹوریا خلد اللہ ملکہا کے لیئے بطور نذر
بھیجا گیا اس عرصے مین لارڈ ہارڈنگ صاحب ۱۸ جنوری
۱۸۴۸ء کو ولایت چلے گئے تھے۔ اور بجاے اونکے
لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے

۱۸۵۲ع شروع ۱۸۵۲ع مین راجہ برہما کے صوبہ دار نے بمقام رنگون پہلے تو
انگریزی سوداگرون سے محصول معمولی سے زیادہ طلب کیا بعد اوسکے اونکے
مال کا نقصان کیا اور پھر اونکو مقید کیا اسپر لارڈ ڈلہوسی نے آٹھ سات
ہزار فوج زیر حکم جنرل گاڈون صاحب کے جہازون پر سوار کرکے اون
اوسطرف روانہ کی جسنے ۵ اپریل کو مرتبان فتح کرکے ۷ کو رنگون
جالیا وہان برہما والون کی قریب پچیس ہزار کے فوج تھی سوا
انکے اور بھی کئی لڑائیان ہوئین مگر سب مین سرکار فتحیاب ہوئی
غرضکہ ۲۸ دسمبر ۱۸۵۲ع کو گورنر جنرل صاحب بہادر نے واسطے ضبطی
صوبہ پیگو کے اشتہار جاری کیا مگر بعد ایک عرصے کے راجہ
برہما سے پھر سلسلہ سلوک و اتحاد کا جاری ہوگیا +

۱۸۵۳ع ۱۸۵۳ع مین بباعث ختم ہو جانے میعاد سند کے ایسٹ انڈیا
کمپنی کو سند جدید حضور سے پادشاہزادی کے حاصل ہوئی اور اس سند
کی رو سے بجاے تیس ۳۰ کے اٹھارا ۱۸ ڈائرکٹر مقرر ہوئے جن مین سے
چھ ۶ منجانب پادشاہ مقرر ہوئے اور پانچ پانچ ہزار روپیہ سالانہ
اونکی تنخواہ مقرر ہوئی اور چیرمین اور ڈپٹی چیرمین کے لئے دس دس
ہزار روپیہ تنخواہ قرار پائی اور ایک ایک لفٹننٹ گورنر بنگالے اور پنجاب
کے لیئے مقرر ہوا اور تعداد ممبران لیجسلیٹو کونسل کی زیادہ کی گئی +

۷ فروری ۱۸۵۶ء کو جنرل اوٹرم صاحب رزیڈنٹ نے ۱۸۵۶ء
منجانب سرکار اشتہار ضبطی ملک اودہ کا جاری کیا اور وجہ ضبطی کی یہہ ہوئی
کہ لکھنو کے پادشاہ سے انتظام ملک خاطر خواہ سرکار نہو سکا چنانچہ
ایک عہدنامے مین سابق یہہ شرط درج ہو چکی تھی کہ جب پادشاہ سے
انتظام نہو سکے تو سرکار اپنا انتظام کرے لیکن اکثر یہی تصور کرتے مین
کہ سرکار کو ملک لینا منظور تھا بجز اسکے اور کوئی سبب نہین معلوم
ہوتا علاوہ ضبطی ملک کے جو کچھہ مال اسباب محل مکان پادشاہی تھا سب
ضبط ہو کر نیلام ہو گیا اور پادشاہ کو کلکتے مین رہنے کا حکم ہوا
اور اونکے کھانیکے لیئے سرکار سے بارہ لاکھہ سالانہ بطور پنشن
کے مقرر ہو گیا پادشاہ کی مان اور بھائی حضور مین ملکہ انگلستان
کے ولایت مین جاکر دادخواہی کے لیئے حاضر ہوئے گو اونکی
فریاد کو کسی نے نہ سنا لیکن اون دونون نے اپنے تئین ملکہ فرمانروائے
انگلستان پر تصدق کر ڈالا۔ اب کچھہ حالات غدر ۱۸۵۷ء بہہ کرکے لکھے ۱۸۵۷ء
جاتے ہین جسکا انگریزون کو نہایت تعجب ہی اور جسکے سبب اصلی دریافت
کرنے مین آج تک سرگردان ہین اور واقعی اونکو اگر تعجب ہو تو محل
استعجاب نہین کیونکہ جس ملک مین ایک قوم اور ایک مذہب کے
آدمی رہتے ہون اور اوسی قوم اور اوسی مذہب کا پادشاہ ہو

اور اوسی قوم اور اوسی مذہب کی فوج بھی ہو اور وہی رعیت وہانکی
حکومت کرتی ہو اور اپنے پادشاہ کے لیئے بوقت ضرورت فوج
کا کام دیتی ہو اور فوج پاس قوم کے لیئے سر دینے کو حاضر ہو اور
جہان کے لڑکے بھی تلوار اور بندوق سے کھیلتے ہون اور ابہائی در
مین آور جگہ کے جوانون کے کان کاٹتے ہون جہان کی ایک
ایک بڑھیا کاروبار سلطنت کا سمجھتی اور اوسمین دخل دیتی ہو جس کام
مین دیکھو مثل سوسیانے ایک مت کی اونپر صادق آتی ہو اونکے ذہن
مین کب یہہ آئیگا کہ حاطۂ بنگال کی تمام فوج ہندوستانی جو بیاس
سنک ہمیشہ سرکاری کامون مین جان تک دینے کو طیار رہتی اور
اپنے افسر کی ذراسی توجہ پانے سے اوسکی غلام بنجاتی تھی صرف
ایک چربی ملے کارتوس پر بگڑ کر اپنے افسرون ہی کا گلا کاٹنے
لگیگی۔ فوج کے بگڑتے ہی ہر طرف ملک مین غدر مچگیا بدمعاشون
نے ... پر کمر باندھ لی۔ اون رئیسون بھلے آدمیون نے
جو سرکار کے تمام ساختہ پرداختہ تھے اور جنکی حسب تمنا یہان
سرکار نے حکمرانی شروع کی تھی اور جس سرکار کی نسبت وہ ہمیشہ اظہار خیرخواہی
کیا کرتے تھے اِس آتش فساد کے فرو کرنے مین کچھہ بھی امداد
سرکار نکی اور نہ اپنا جوہر شجاعت دکھایا اور نہ اپنا نقد جان تصدق

سرکار کیا بلکہ دُم دبا کر اپنے گھرون مین جا چھپے بےشک وہ نہایت تعجب کرینگے لیکن ہم لوگ بخوبی جانتے ہین کہ ہمارے ملک کے بھائی بند دنیا مین سب سے مقدم روپیہ جانتے ہین بلکہ اپنی ہستی اسی روپئے کے پیدا کرنیکے لیئے سمجھتے ہین اور روپیہ عزت کے لیئے اور عزت جان کے لیئے اور جان تک ایمان بچنے لیئے دنیا واجب تصور کرتے ہین۔ اس زمانے مین ہم لوگونکی عزت کا دار و مدار عورتون کی پردہ داری پر آرہا ہی کہ اونکی بےپردگی سے اونکا مار ڈالنا بہتر سمجھتے ہین چنانچہ دیکھو قلعہ چتور مین تین بار ایسے سانحے پیش آئے کہ تیرہ تیرہ ہزار عورتین ایک ساتھ جلکر مرگئین اسیطرح ہم لوگون کے ایمان کا دار مدار اب بالکل کھانے پینے اور چوکے چوٹھے پر آرہا ہی اسی کا برا او ربچاو گویا تمام مذہب اور ایمانداری کا خلاصہ ہوگیا ہی بس اس حالت مین اگر سپاہیون نے چربی ملے کارتوس کو کاٹنے سے انکار کیا تو محل تعجب کیا ہی انگریزی مین گریز چکنائی کو کہتے ہین خواہ وہ از قسم چربی ہو یا تیل یا گھی انگلستان مین بجاے چکنائی کے اکثر چربی ہی کام مین آتی ہی کیونکہ تیل بھی اکثر چربی ہی کا بناتے ہین اور گھی کا وہ نام بھی نہین جانتے مکھن کھانے سے نہین بچتا تیسی سرسون وغیرہ کا

تیل ہوتا ہی لیکن وہ بہت گران بکتا ہی الحاصل سرکار نے جس
طرح پر بجاے توڑہ دار کے پتھر کلا اور بجاے پتھر کلے
کے ٹوپی دار یعنی پٹاخے کی بندوق فوج کو دی تھی اسی طرح اب
ایک نئی قسم کی بندوق جسکو انفلڈ رئفل کہتے ہین اور جسکی گولی سب
سے زیادہ دور جاتی ہی فوج کے لیئے ولایت سے منگائی تھی
مگر اوسکے چلانیکی ترکیب مین ولایت سے یہہ بھی لکھا آیا تھا کہ اس
بندوق کی نلی تنگ ہوتی ہی اسلیئے مناسب ہی کہ اوسکے کارتوس
پر گریز یعنی کچھہ چکنائی لگا دی جاے ورنہ بیچ ہی مین کارتوس اٹک
رہیگا کلکتے کے صاحبان میگزین نے مطابق دستور اپنے ملک کے
کارتوسون مین چربی لگوا دی لیکن اونھین یہہ علم نہ تھا کہ چربی
سے ہندوون کو پرہیز ہی اور مکھن بلا تکلف اونکے کھانے مین
آتا ہی ورنہ اونھین کیا مشکل تھا کہ بجاے چربی کے مکھن کا استعمال
کرتے [illegible] ہی کہ جب فوج بگڑ گئی ملک مین فتور مچگیا جیسے ہندوستان
کی کسی ولایت مین اسی طرح پر اگر آج فوج بگڑ جاے تو غدر کے ہونے
مین کیا تامل ہوگا بدمعاش سب جگہہ ہوتے ہین غدر ہوتے
ہی بازار غارتگری وہان بھی گرم ہو جائیگا اگر کوئی کہے کہ فوج
تو یہان کے ڈر سے خواہ وہ راست ہو یا دروغ باغی ہوگئی

اور بدمعاشون نے لوٹ کے لالچ سے عذر کیا لیکن بھلے آدمیون کو کیا ہوا تھا کہ اونھون نے اوسکے فرو کرنے مین اوس سرکار کو مدد دینے مین کچھ اظہار جوانمردی نکیا۔ تو اس مقام پر یہہ بھلے خیال کرنا چاہیئے کہ یہہ لوگ کیا مدد دیسکتے تھے اور کیا اظہار جوانمردی کرسکتے تھے یہہ ہندوستان کچھ فرنگستان نہین ہی کہ جہانکی عورتین بھی تیرانداز ہوتی ہین اور ہر فرد وہان کا سپاہی ہوتا ہی یہانکے بھلے آدمی بنیئے مہاجن دوکاندار منشی متصدی لالا بابو کی یہہ کیفیت ہی کہ اگر اونکو لکھنا پڑھنا نہ آیا ترازو باٹ لیکر دوکان پر ہو بیٹھے اونکو تلوار بندوق سے کیا نسبت اگر کبھی بھولے چوکے بندوق چلائی تو اپنا ہی منہہ جلایا یا اپنے تئین زخمی کیا رہے برہمن چھتری جنکو کچھ آسودگی ہی اونکو عیش و نشاط سے کب فرصت ہی ورنہ اپنے ہی گھر کے ہزارون دھندون مین گرفتار ہین تمام عمر ہتھیار کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہین ہوتا سپاہگری کو موجب ہتک سمجھتے ہین جو بڑے بڑے راجاؤن پر خیال کیا جاے تو اونکو عیاشی کے سوا کچھ بھی نہین آتا جو کام لڑائی مردآزمائی کا ہی اوسے اونھون نے پانچ روپیہ کے پیدل سے تعلق کردیا اسلیئے

جب کبھی دنل بارہ سپاہی بھی سرکاری چڑھجاتے ہین تو یہہ بیچارے کان دباکر غول سکے غول جوتی چھوڑکر کافور ہوجاتے ہین پھر اس فوج باغی کے مقابل مین ان سے کیا ہوسکتا تھا یہہ کس مرض کی دوا تھے یہہ تو اپنی جان کی خیر مناکر گھرون مین چھپ رہتے تھے۔ اور وہین سے سرکار کی دن رات فتحیابی کی دعا مانگتے تھے اور وجہ اوسکی یہہ ہی کہ سرکار ہی کی فتح سے انکے لیئے صورت امن و امان کی متصور ھی اور اگر کوئی کہے کہ یہہ لوگ اگر مارنیکے قابل نتھے تو جان نثاری کے لائق تو تھے اگر یہی اون سے ظہور مین آتا تو فرائض خیر خواہی سے کچھہ تو سبکدوش ہوجاتے جواب اوسکا یہہ ہی جسے منو نے تقسیم اقوام کی ہی اوسی وقت سے یہہ کام مرنے مارنے کا متعلق چھتریون ہی سکے رہا ہی برہمن بنیئے اور سودر کے لیئے اسکی ممانعت ہی ان لوگون نے یہی اپنے لیئے مناسب سمجھا ھی کہ جب جس زمانے مین جو راجہ ہو اوسکی دل و جان سے فرمانبرداری کرین اور جب جسکے نام کی منادی ہو اوسکی رعیت اپنے تیئن تصور کرین اس زمانہ کلجگ مین ہر ایک ذات کے راجا چھتری سے لیکر شودر تک ہوگئے اور اس

ہزار برس مین ایسی جلد جلد سلطنتین مغل پٹھانون مرہٹون
وغیرہ کی زوال پذیر ہوئین کہ جنکی حکومت مین رہتے رہتے
انکی یہہ عادت ہوگئی گویا بادشاہت کا بگڑنا بنانا انکے لیئے ایک
تماشا ہی اور سواے ازین یہان انکے وہ حق حقوق ہی نہین
جسکے واسطے انگلستان والے اپنے بادشاہ چارلس
سے لڑے وہ تمناے آزادی ہی نہین کہ جسکے لیئے اہل فرانس
اپنے شاہنشاہ لوئس سے منحرف ہوگئے وہ سامان اتحاد ہی نہین
کہ جس سے اطالیہ کی سلطنت قائم ہوگئی یہان کوئی پٹریٹزم کے معنی پेट्रिआटिज़म
ہی نہین جانتا جسکے لیئے اب پولینڈ والے جان دے رہے ہین یہان
لوگون نے تو سرون پر اپنے جوتیان رکھا لی ہین جیسنے جوتی پکڑی
اوسی کے غلام ہوگئے جب انھون نے محمد شاہ تغلق سے مجنون بادشاہ اور
نادر شاہ سے ظالم بادشاہون کی غلامی سے انکار نکیا تو اور ونکا کیا
کہنا ہی اگر سچ پوچھیئے تو اسی غریبی اور غلامی کا یہہ ثمرہ ہی کہ خدا
ان لوگون پر ترحم فرماکر جیسے کوئی گاے کو قصاب سے چھڑا لیتا ہی
اون مختلف اقوام کے بد مزاج ظالم راجا بادشاہون سے اونکو نجات
دیکر سرکار انگریزی کے سایہ عاطفت مین جو سراسر منصفانہ اور رحیم ہی لا ڈالا حقیقت
ہین اونکی مہربانی ہی نہ ہم کو کچھہ دعوی اپنے زور و طاقت آزمائی

کا نہین ہی ہم لوگون کی یہی غریبی اور اطاعت ہماری مشہور ہی
الغرض ۲۲ جنوری ۱۸۵۷ع کو کپتان رئٹ صاحب نے سترھوین پلٹن کے
اپنے کمانڈنگ افسیر میجر بانٹن کو اس مضمون کی رپورٹ کی کہ یہان
دمدمے مین جو انفلڈ رئفل بغرض تعلیم دیا گیا تھا اوس سے ہندوستانی
سپاہی بہت گھبرا گئے ہین اور کسی بدمعاش نے یہہ بھی افواہ اڑایا
ہی کہ کارتوسون مین گاے اور سور کی چربی لگی ہی اور سپاہیون
کو اس افواہ کا اس وجہ سے یقین ہو گیا ہی کہ کسی خلاصی نے میگزین
کے ایک سپاہی سے پانی کا لوٹا مانگا تھا جب اوس نے ندیا تو خلاصی نے
کہا کہ کیون صاحب لوٹا دینے مین تو بخوف جانے دھرم کے آپ یہہ انکار کرتے
ہین لیکن جب سور اور گاے کی چربی لگے کارتوس دانت سے کاٹینگے تو
فرمائیے آپ کی کیا ذات رہ جاویگی اور کل بھی بوقت شب کے اکثر سپاہی مجھ سے
یہہ کہتے تھے کہ صاحب یہہ افواہ تمام ہندوستان مین مشہور ہو گیا ہی اب جس وقت
ہم گھر کو جائینگے کوئی ہمارے ساتھ کھانا نہ کھائیگا نہ پانی پئیگا
مین نے اگرچہ اونکو سمجھایا کہ بھیڑ کی چربی اور موم اسمین لگا ہی لیکن اسپر سپاہیون
نے کہا کہ صاحب جو آپ فرماتے ہین سچ ہی لیکن ہمارے بھائی بند اس بات
پر یقین نہ لاوینگے مناسب ہی کہ آپ ہمکو ترکیب اسکی فرماوین تاکہ ہم بازار سے
مصالحہ اسکا لاکر اپنے ہاتھ سے بنا لینگے تاکہ اون کے کہنے کو جگہ نہو کہ ان

کارتوسون مین کوئی ایسی چیز نہین ہی کہ جس سے ذات کا نقصان ہو دو ایک
دن بعد اس رپورٹ کے جب پریڈ پر سپاہیون سے پوچھا گیا تب بھی سپاہیون
نے یہی کہا کہ صاحب جی کا ہم لوگون کو اسمین شبہہ ہی بجای چربی کے کارتوسین
مین تیل اور موم لگانے کی اجازت ہو جنرل ہیرسی صاحب نے اسکی رپورٹ
ڈپٹی اجوٹنٹ جنرل کو کی اور سپاہیون نے جس امر کی درخواست کی تھی اوسکی
منظوری طلب کی وہان تین روز تک یہہ مقدمہ زیر تجویز رہا بعد ملٹری
ڈپارٹمنٹ مین سکریٹری کے پاس بھیجا گیا وہان سے ۲۷ جنوری کو اس مضمون کا
جواب آیا کہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل جنرل ہیرسی صاحب کی تجویز کو منظور
فرماتے ہین اور سیالکوٹ و انبالے مین بھی جہان انفلڈ رفل کو چلانیکے
لیئے بغرض تعلیم حکم ہوا ہی اگر سپاہیون کی یہی خوشی ہو تو یہی تدبیر عمل مین
آوے افسوس اگر اوسی دم یہہ اشتہار گزٹ مین مشتہر ہو جاتا اور سپاہیون
کو تمام حال مفصل سمجھا دیا جاتا تو ہرگز بلوا نہوتا لیکن مشیت الہی کچھہ اور
تھی اور یہہ اظہار کرنا تھا کہ انگریز اس ملک مین کچھہ ہندوستانی فوج کے بھروسے
پر حکومت نہین کرتے بلکہ انکو تمام سہارا خدا کے فضل و کرم کا ہی اگرچہ یہان
کے بدمعاش اپنی بدمعاشی سے نگذرے اور انکے زن و بچہ کو قتل کیا
لیکن انھون نے اپنے جادۂ انصاف سے ہرگز تجاوز نکیا جیسی بیشتر
رعیت پروری و ترحم و انصاف اپنی رعایا پر رکھتے تھے اوس سے بھی زیادہ متوجہ

دادرہی و ترحم ہوئے۔ توپخانے کے انسپکٹر جنرل سے جب دریافت کیاگیا کہ کارتوس مین کس چیز کی چکنائی لگائی جاتی ہی اگر استعمال چربی کا ہی تو آیا بکری یا بھیڑ کی ہی چربی کام مین آتی ہی یا گائے بیل او سؤر کی چربی بھی اوسمین ملائی جاتی ہی اس پر انسپکٹر جنرل نے لکھا کہ چکنائی چربی اور موم کی لگائی جاتی ہی اور چربی کے لیئے ایک آدمی کو ٹھیکہ دیدیا گیا ہی مگر اوس سے ایسی کوئی شرط نہین ٹھہری کہ وہ گائے سؤر کی چربی اوس مین نہ ملائے۔ شروع مین جو کارتوس گورون کی پلٹن کے لیئے بنائے گئے تھے شاید اوسی مین سے کچھ دمدمے کے لیئے بھی بھیجے گئے انسپکٹر جنرل نے یہہ بھی لکھا کہ ہمکو اسکا افسوس ہی کہ ہندوستانی سپاہیون کے لیئے بے چربی کے کارتوس نہین اور نہ ہمکو اسبات کا خیال رہا۔ اودھر دمدمے والون نے بہرام پور والی اونیسوین پلٹن کو اپنے ساتھ ملالیا۔ ۱۹ر فروری کی رات کو اس پلٹن کے سپاہی یکایک پریڈ پر جاکر اکھٹے ہوئے اور کرنل مچل صاحب کمانڈنگ افسر اس بات کے سنتے ہی دو توپ اور ایک سو اسی سوار جو چھاونی مین موجود تھے لیکر پریڈ پر گیئے۔ اور پلٹن کے سپاہیون سے انکا حال دریافت کیا تو اونھون نے صاف جواب دیا کہ ہمنے سنا ہی کہ آپنے ہم لوگون کے اوڑانے کے لیئے گورون کی فوج درصورت

انکار کاٹنے ان کارتوسون چربی آمیز کے طلب کی ہی اس سے
ہمکو یہہ اضطراب ہوگیا ہی کرنل مچل صاحب نے اونھین جو کچھہ حق سمجھا اونکا
تھا سمجھایا اور اون سے اوس وقت ہتھیار رکھوا لیے اور کارتوس
بھی منگوا کر اونھین دکھلائے۔ بہت سے کارتوسون کی نسبت تو اونھون
نے مانا کہ اسمین چربی نہین ہی لیکن بہتون کی نسبت اونھون نے
کہا کہ اسمین چربی لگی ہی اسپر کرنل مچل صاحب نے اونسے کہا کہ اب
بندوق کے بھرتے وقت کارتوس دانت سے نہین کاٹنے پڑینگے ہاتھہ سے
توڑ کر بھرے جائینگے الحاصل سپاہی حسب دستور اپنی نوکری کرتے رہے
اور چونکہ گولنداز اور سوار بھی ہندوستانی تھے مگر بسبب اسکے کہ اونھین
کارتوس کاٹنے کا کچھہ کام نہین تھا اسلیئے وے ویسے ہی فرمانبردار
بنے رہے اور کچھہ عذر پیش نہ لائے بیشک اگر کارتوس کے سوا کچھہ
اور امر سبب اس بلوے کا ہوتا تو جب وہان ایک گورا بھی موجود نہ تھا
اوسی وقت عذر ہو جاتا مگر گورنر جنرل نے ان باتون پر کچھہ لحاظ
نہ کیا اور انیسوین پلٹن کو بارکپور مین بلا کر اوسکا نام کاٹ دیا سب
سپاہی اور افسر ہندوستانی دفعۃً موقوف ہوگئے اور سبکے ہتھیار پریڈ پر
تمام فوج کے روبرو رکھوا لیئے گئے اس پلٹن کا یہہ حال سنکر
سب ہندوستانی سپاہیون کا دل مکدر ہوگیا اور جو شبہہ اونکے دلون

کلکتے سے ۱۶ میل پر چھاونی ہی ۱۲

مین تھا کہ سرکار لوگون کا ایمان لینا چاہتی ہی وہ اور بھی سخت ہو گیا گورنر
جنرل کو ہر طرف سے اسکی خبرین آنے لگین اور بدمعاشون نے اس شعلہ فساد
کے بھڑکانے مین کسیطرح پہلو تہی نکی چنانچہ بارکپور مین جو چونتیسوین
پلٹن کے ایک سپاہی نے اپنے افسر پر ہتھیار چلایا اور جو سپاہی اور وہان
موجود تھے اونھون نے اوسکی گرفتاری مین اغماض کیا اسپر گورنر
جنرل نے سات کمپنیان اوس پلٹن کی موقوف کردین اور ایک
سپاہی اور ایک جمعدار کو حکم پھانسی کا دیا اور سترہوین پلٹن کے دو سپاہیو
کو بجرم سازش کالے پانی بھیجدیا گورنر جنرل کو یہہ خیال تھا کہ اِن
ترکیبون سے سپاہیون کے دلپر دہشت ہو جائیگی مگر وہان بجائے دہشت کے وحشت اور
ہوئی اور اونکے دلون مین اور پھپولے پڑ گئے حتی کہ میرٹھ مین ۵
ماہ مئی کو جسوقت قواعد کے لیئے کارتوس تقسیم ہوئے تو تیسرے رسالے
کے ۸۵ سوارون نے اونکے لینے سے بالکل انکار کیا تب اون
سوارون کے واسطے ۹ تاریخ کو کورٹ مارشل سے پابزنجیر ہو کر باشقت چھ
برس سے دس برس تک قید رہنے کا حکم ہوا اور اونکو جیلخانے مین بھیجدیا اسپر
کی اونکے بھائی بندون کو برداشت نہوئی اور دسوین کو بروز یکشنبہ
وقت شام چھاؤنی کے سب ہندوستانی سپاہیونکے نے بلوا کرکے لین مین
آگ لگادی اور وہان انگریزون اور میمو اور بچون کو جو سامنے آیا قتل کرنا شروع

۸۵ و دہمین اور [illegible] رسالہ نمبر ۳

کیا رسالے کے سوارون نے جیلخانے مین جا کر اپنے ساتھی سوارون
کو چھڑا لیا اور اونکے ساتھ اَور بھی جتنے قیدی تھے سب کو رہا کر دیا
شہر کے بدمعاشون نے ان سپاہی سوار اور قیدیون کے ساتھ
ملکر ایک غدر عظیم برپا کر دیا جو جو کام نکرنے کے تھے سب کیئے سچ ہی
ایسی ہی جگہہ شدنی اپنا ظہور دکھاتی ہی اور ایسے ہی مقام پر قسمت یا مشیت
ایزدی کا اقرار کرنا پڑتا ہی دو ہزار دو سو سے زیادہ گورے پیدل
اور سوار اوس وقت چھاؤنی میرٹھہ مین موجود تھے کہ جو دس ہزار فوج
ہندوستانی کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن جنرل ہیوٹ نے ان بلوائیون کا
کچھہ تدارک نکیا اور بلوائیون نے چاندنی رات مین آرام سے دلی کا راستہ
لیا دوسرے روز دہلی پہونچکر وہان بھی میرٹھہ کا سا حال کیا تمام فوج ہندوستانی
باہم ملگئی اور چونکہ گورونکی فوج وہان کچھہ نتھی اسلیئے غارتگری اور لوٹ کا
بازار خوب گرم ہوا اندھے شاہ عالم کے پوتے بہادر شاہ جو لال قلعے
مین نام نہاد بادشاہ سرکاری پنشن دار تھے اب بادشاہ ہوئے سوارون
کو قید ہونے کی غیرت اور سپاہیون کو چربی لگے کارتوس کی دہشت
نے ایسا دیوانہ کیا تھا کہ نہ تو اونکو نیک و بد کا کچھہ خیال رہا اور نہ
حق و باطل کی مطلقاً تمیز رہی اسی عرصے مین ہزار ہا قیدی چھٹے اور انھون
نے شہر اور چھاؤنی کے لچے بدمعاش قصاب ڈوم چمار

फ़कीर बھلمنسے منگتے مہتر سائیس گھسیارے خدمتگار خانسامان

سے اور جملہ کمین اور رزیل سے جو چپراس باندھکر برقندازی کرتے

خواہ برا اچھا یا تلک لگا گھٹنون تک گھنٹہ ہلایا کرتے تھے شامل

ہوکے وہ وہ بے اعتدالیان اور زیادتیان کین کہ جنکے لکھنے سے

ہمین شرم آتی ہی اور ہندوستان کے نام کو وہ داغ بدنامی کا لگایا کہ

جسکے دور ہونے کی اب کوئی صورت نظر نہین آتی یہہ بات کچھہ زمانہ

مہابھارت ہی مین نہین تھی کہ بھیشم نے سکھنڈی پر ہتھیار نہین

भीष्मशिखंडी

چلایا تھا بلکہ اب بھی جب ہیرا سنگھ کی طرف سے سکھون کی فوج

نے لاہور کے قلعے کا محاصرہ کیا تھا اور شہر کی رنڈیون کو پکڑ لائی

توپون کے پہیون سے باندہ دیا تھا اجیت سنگھہ سندھان والے نے اپنی

توپ اور بندوقونکا منہہ ایسا پھیر دیا کہ ایک رنڈی پر بھی اونکا صدمہ

نہین پہنچا لیکن ان کمبختون نے قتل زن و فرزند سے ذرا بھی

خوف نہ کرکے ناحق اپنے تئین دھبہ لگوایا۔ اور اونکے ہتک آبرو اور

تکلیف دہی سے اپنے عیب سنگدلی کو ظاہر کیا خیر حقیقت حال جو ہو وہ

ہو لیکن خالی ہونا دلی کا گورون سے اور آجانا اوسکا قبضے مین بلوائیون

کے موجب تمام اس خرابی کا ہوا اب مسلمانون کے دلون مین دوبارہ بادشاہت

دہلی کے قائم ہونیکی امید پیدا ہوگئی اور صوبہ دار ناظم وزیر بخشی

نواب ہزاری ہر طرح کے خطاب دولہ اور جنگ ۹ع
حاصل کرنیکا اور مفت مین جاگیر اور معافیون کے کھانیکا حوصلہ
پیدا ہوگیا کتنے ہی گوبر گنیش ہندو بھی جو انگریزی عملداری کو برا جانتے تھے
اونکی باتون مین آگئے جو لوگ لوٹ کھسوٹ اور غارتگری کو اپنا
پیشہ جانتے تھے سب کے سب ضعف انتظام سرکاری سے
قوی ہوگئے ہندوستانی پلٹن اور رسالون نے جابجا سے اپنے
افسرون کو مار بنگلے اور چھاونی کو پھونک خزانہ لوٹ لیجانا توکسی
نے کسی بات پر اور کسی نے کسی شبہے پر دہلی کو کوچ کرنا شروع کیا چنانچہ
جب صاحب کلکٹر گورکھپور نے اپنا خزانہ حفاظت کے لیئے اعظم گڈہ
بھیج دیا اور اعظم گڈہ کے صاحب نے اوسے بنارس روانہ کرنا
چاہا تو پلٹن والے جنکے پہرے مین وہ خزانہ تھا اسی سے ناخوش
ہوکر باغی ہوگئے بنارس مین اسکی خبر ہوتے ہی چوتھی جون کو کرنل
نیل نے یہہ مناسب جانا کہ ہندوستانی سوار سپاہیون سے ہتھیار
لے لیئے جاوین اوس وقت بنارس مین ایک پلٹن ہندوستانی
اور ایک سکھونکی اور ایک رسالہ موجود تھا جب انکو پریڈ پر بلا کر حکم
ہتھیار رکھنے کا سنایا گیا تب وہ بھری ہوئی توپین اور فوج گورہ
دیکھکر گھبرا گیئے چاہا کہ اپنے افسرون پر حملہ کرین لیکن بہت سے

۹ع شجاع الدولہ آصف الدولہ وغیرہ سراج الدولہ نجیب علی صلابت جنگ صفدر جنگ نصیر جنگ وغیرہ ۱۲

تو وہین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور باقی جو بچے جونپور
کی راہ سے اودہ کو چلے گئے اِنکے جانے سے جونپور مین بھی
فساد ہوگیا اور اودہ مین آتش غدر نے اپنا اثر کیا بنارس کا حال
سُنکر ۶ ماہ جون کو الہ آباد مین سپاہیون نے بلوہ کیا اور ایک
مولویصاحب نے کچھ بدمعاشون کے ساتھ ملکر جھنڈا جہاد
کا کھڑا کیا لیکن بڑی خیریت یہہ رہی کہ قلعے پر گورے قابض
تھے اسی عرصے مین ۵ ماہ جون کو کانپور کے سپاہیون نے بلوا کیا
اور نانا راؤ دھندو پنتھ جو باجے راؤ پیشوا کا متبنّٰی تھا اور جسنے
ہندؤون کو بٹہ لگایا بٹھور سے آکر اونکا سردار ہوا بعد وفات باجے
راو کے سرکار نے اوسکی پنشن بالکل موقوف کردی تھی اسی سے
اوسکے دل مین سرکار کی طرف سے عناد پڑگیا تھا اسنے جنرل ہویلر صاحب
کا بارکون مین جاکر محاصرہ کرلیا اوس وقت جنرل ہویلر صاحب
کے ساتھ مرد عورت لڑکا لڑکی ملکی فوجی سوداگر ملاکر قریب ساتسو
انگریزون کے ہونگے غرض ۲۲ روز تک باہم خوب گولہ اندازی
ہوتی رہی آخر کو جب جنرل صاحب زخمی ہوئے اور رسد اور
گولہ باروت اختتام کو پہنچا تب انگریزون نے نانا سے قول
قرار کرکے مورچے چھوڑ دئے نانا نے انکے ساتھ دغا کرکے

।।न्हा याबधुघूपथ

بکو مار ڈالا اسی عرصے مین ۴ ماہ جون کو فتحگڈہ سے کچھ انگریز بیت
سو یا دو سو کے سپاہیون کے بلوے سے بچکر نکلے تھا کے حال سے
بیخبر دریا کی راہ سے کانپور کیطرف چلے آتے تھے کہ نانا نے
اونکو بھی گرفتار کر کے تہ تیغ کیا ۱۸ ام کو فتحگڈہ مین بلوا ہو گیا اور
نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہان کے بلوائیون کا
سردار مقرر ہوا اسی طرح اودہ مین برجیس قدر واجد علی شاہ کا بیٹا از سر نو
مسند بادشاہت پر بیٹھا مگر چونکہ یہہ لڑکا تھا اسلیئے اوسکی مان بیگم بانی
اِس فساد کی ہوئی ۳۰ ام جون کو سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر
اودہ نے لکھنؤ سے تھوڑی دور نکلکر بمقام چنہٹ باغیون کا مقابلہ چिनहट
کیا چونکہ تعداد باغیون کی زیادہ تھی اور ادھر ہندوستانی گولندازون
نے بھی جو سرکار کی طرف تھے دغا کی اِسلیئے ناچار صاحب ممدوح پھر گئے
اور سب انگریزون کو مع عیال و اطفال لیکر بیلی گارد کی کوٹھی مین
جسکو رزیڈنسی کی کوٹھی کہتے ہین چلے گئے باغیون نے انکو گھیر لیا
اودہ مین جب عملداری سرکار ہوئی تھی تو سرکار نے بنظر پرورش
رعایا بندوبست مالگزاری کا زمینداران سابق کے ساتھ کیا
تھا اس سے وہان کے تعلقہ دارون کو بہت نقصان ہوا تھا اور
اِسی وجہ سے جب یہہ بلوا ہوا تو وے تعلقہ دار سب شریک اہل بلوہ

ہو گئے۔ اس ملک کی بھیڑ چال ہی یعنی بڑون کے قدم پر چھوٹے
بے دیکھے بھالے خواہ مخواہ قدم رکھتے ہین اسلیئے رعایا بھی اپنا
نفع نقصان کچھ نہ دیکھکر تعلقہ دارون کے ساتھ شریک بلوہ ہو گئی
اور تمام ملک اودہ مین غدر مچگیا مگر ہزار آفرین بیلی گارد والون پر
کہ جنھون نے باوجود اس قلت جمعیت کے ایک کو بھی اپنے پاس
پھٹکنے نہ دیا۔ ہمنے ایک مسلمان سے جو لکھنؤ کے رہنے والے تھے
دریافت کیا تھا کہ کیا وجہ ہی کہ آپ باوجود اس جمعیت کثیر لاکھون
آدمی کے چار پانچ سو انگریزون کو بیلی گارد سے نہین نکال سکتے
تھے کہنے لگے کہ صاحب وے تو گولندازی مین سحر کرتے تھے مطلق
توپ بھرنے کے لیئے دم نہین لیتے تھے برابر گولے مارے
چلے جاتے تھے۔ سچ ہی کہ انگریزون کو فن گولندازی مین ایسی ہی
مہارت ہی شروع ماہ جون مین روہیلکھنڈ مین بھی بغاوت ہو گئی۔
بریلی مین نواب خان بہادر خان باغیون کا سردار بنگیا اور اسی عرصے
مین مئو نیمچ نصیر آباد کی چھاونیون مین بھی غدر ہو گیا اور
اودھر ملکر اور سیندھیا کی فوج نے بھی نشان بغاوت بلند کیا
جھانسی جسے سرکار نے ضبط کر لیا تھا وہان رانی نے پھر اپنی
حکومت قائم کی الغرض ممالک مغربی اور اودہ مین بالکل غدر

ہو گیا۔ صوبۂ بہار اور بندیلکھنڈ مین بھی اس فساد کے شعلے نے جا بجا
اثر کیا کہین کم کہین بیش غرض کوئی مقام اسکے صدمے سے محفوظ نرہا
آگرے کا قلعہ البتہ غدر سے ماموں رہا خیر اِسی چند روز کے
عرصے مین ہمارے ہندوستانی بھائیون کو عملداری ہندوستانی
کا مزہ معلوم ہو گیا باوجودیکہ ایسی فوج باغی بادشاہ دہلی کے
ہاتھ لگی جیسے اندھے کے ہاتھ بٹیر کہ جسے اوسکے بزرگون نے کبھی خواب
مین بھی ندیکھا ہوگا جسپر بھی کچھ نہو سکا اور ملک کا یہہ حال ہوا کہ تار
توٹ گیا ڈاک اٹھہ گئی ریل لٹ گئی راستہ بند ہو گیا دن دہاڑے ڈاکا
پڑنے لگا جسکی لاٹھی اوسکی بھینس ہونے لگی واہ کیا اچھی سلطنت
تیموریون کی قائم ہوئی۔ پہلے تو گورنر جنرل بہادر نے سوچا تھا کہ
نادان لوگ اپنی بیوقوفی سے آپ واقف ہو کر شرمندہ ہونگے لیکن اس
غدر کو جب طول ہوا تو ہر طرف سے فوج کے جمع ہونے کا حکم دیا اگرچہ
پنجاب مین گورے زیادہ تھے لیکن زبردست سر جان لارنس صاحب
لفٹننٹ گورنر پنجاب نے وہ انتظام کیا کہ بغاوت کی ہوا کو بھی وہان آنے نہ دیا
اور جن ہندوستانی پلٹنون پر شبہہ ہوا فوراً ہتھیار چھین کر اونھین
نکال دیا ادھر کمانڈر انچیف نے بھی قریب پانچ سات ہزار فوج کے
اپنے ہمراہ لے کرنال سے چلکر ۸ ماہ جون کو دلّی کے سامنے

پہاڑی پر ڈیرے جما دئیے لڑائی شروع ہو گئی سر جان لارنس صاحب
سے جہانتک ہو سکا برابر پنجاب سے اس فوج کی مدد بھیجتے رہے باغی
خوب حملہ کر کے مقابلے کو آتے تھے لیکن مجبور ہو کر بعد کٹنے مرنے کے
جو بچتے تھے وہ اپنا سا موںہہ لیکر افتان خیزان شہر پناہ کے اندر بھاگ
جاتے تھے لیکن کمبخت سپاہی بھی کیا کرتے جب اونکو ایسے ایسے شاہزادے
سردار ملے تھے کہ جو کانپتے ہوئے تو گھر سے باہر نکلتے تھے اور
توپ کے چلتے ہی گھوڑے کی باگ شہر کو پھیر دیتے تھے اور ہاتھ
پاؤن مین دوپٹہ لپیٹ کر پان کی پیک سے اپنا بدن لال کر کے
زخمیون کے بہانے سے واویلا کرتے کراہتے اپنے گھرون
کو چلے آتے تھے حتی کہ ۱۴ ستمبر کو انگریزون نے شہر پر حملہ
کیا اور اپنا مورچہ شہر پناہ کے اندر جا جمایا۔ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸
کو شہر کے گلی کوچون مین خوب لڑائی ہوتی رہی ایک ایک قدم پر
لاشون پر لاشین گر گئین ۱۹ کو فوج سرکاری قلعے مین داخل
ہوئی باغیون سے دلی بالکل خالی ہو گئی۔ تقریباً چار ہزار سپاہی
منجانب سرکار مع مجروحون کے اس معرکے مین کام آئے اور
دشمنون کے مارے جانے کی کچھ انتہا نہین یہہ سانحہ نادرشاہی
سے بھی بڑھکر ہو گیا یقین ہی کہ دہلی والون کے دل سے حیات

تک نہ بھولیگا بادشاہ قلعہ چھوڑکر باہر چلے گئے تھے لیکن بوعدۂ جان
بخشی مع اپنی بیگم اور لڑکے کے مقید ہوکر چلے آئے ادھر جنرل
ہیولاک صاحب شروع جولائی مین بمعیت دو ہزار گورون اور ہندوستانیون
کے الہ آباد سے چلکر بارہوین کو فتحپور مین پہنچے اور پندرہوین کو پاندو
ندی کے کنارے ناناکی سپاہ کو اور سولہوین کو کانپور کے باہر خود نانا
کو شکست دیتے ہوئے سترہوین کو کانپور مین داخل ہوئے بعد ازان
لڑتے بھڑتے ہٹتے ہٹاتے جنرل اوٹرم کے آتے ہی ۲۶ ستمبر
کو فوج لکھنؤ پہونچکر بیلی گارد والون سے جا شامل ہوئی پھر نوین
نومبر کو پہنچے کمانڈر انچیف سر کالن کمپبل جنکو اب لارڈ کلائڈ کہتے ہین تین
چار ہزار سپاہیون کے ہمراہ کانپور سے روانہ ہوکر لکھنؤ پہنچے اور
جو لوگ بیلی گارد مین گھرے ہوئے تھے بڑی حکمت عملی اور ہوشیاری
سے اونکو نکالکر اوس ہجوم مین سے باغیون کے صحیح وسالم کانپور لے
آئے اور بوقت مراجعت تھوڑی سی فوج لکھنؤ کے باہر عالم باغ
مین زیر حکم اوٹرم صاحب کے چھوڑ آئے جب کانپور کے متصل
باغیون کے قلع وقمع سے سرکار کو اطمینان حاصل ہو گیا تب
کمانڈر انچیف صاحب پھر قریب بیس ہزار سپاہ اور ۲۰۰ ضرب
توپ کے لیکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے اور شروع مارچ مین لکھنؤ کے

مقابل ہو رہے جا جمائے اور ادھر نیپال سے مہاراج سر جنگ بہادر
بھی کہ اسم با مسمّی تھے سات آٹھہ ہزار سپاہ جرار گورکھہ لیکر سرکار کی مدد لیئے
لڑتے بھڑتے دشمنون کو بھگاتے وہان آموجود ہوئے ۶ تاریخ سے لڑائی
شروع ہوگئی گیارہوین کو پل آہنی پر سرکار کا قبضہ ہوگیا ۱۴ ۱۵ اور ۱۶
کو بہت سخت لڑائی ہوتی رہی ہر مکان سے کوچہ و برزن کے گولی چلتی
رہی ادھر جوانان سرکار آتش غضب سے افروختہ ادھر باغی ہجوم ناامیدی
سے افسردہ ہوکر خوب دل توڑ توڑ کر مستعد و مصروف پیکار رہے خوب مال و اسباب
غنیمت کا فوج سرکاری کے ہاتھہ لگا برجیس قدر اور نانا اور دونون نیپال کی طرف
بھاگ گئے جو باغی سرکاری توپ کے موہنہ سے بچکر بھاگا وہ ترائی مین ناشائستہ
دد و دام ہوا اور جو اوس سے بھی جان بچا لیگیا وہ بیمار ہوکر لقمۂ نہنگ اجل
ہوا۔ دہلی اور لکھنؤ کے ٹوٹتے ہی باغیون کی کمر ٹوٹ گئی اگرچہ لڑائیان
اور بھی ہوتی رہین لیکن فوج سرکاری نے ہر طرف بلوائیون کو شکست
پر شکست دی غرض جس جس جگہہ فساد تھا ۱۸۵۸ء کے آخر ہوتے ہی جہان
کا تہان فرد ہوگیا اور انتظام اور رعب سرکاری جیساکہ قبل از فساد تھا اوس
سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھہ قائم ہوگیا۔ مگر ولایت مین اہالیان پارلیمنٹ
کی یہہ رائے ٹھہری کہ مناسب ہی اب ہندوستان تحت حکومت کمپنی سے نکال
لیا جاوے سچ ہی جو کچھہ اللہ تعالی کو کام اس کمپنی سے لینا تھا وہ

ہو چکا دیکھو پلاسی کی لڑائی سے اِس سو برس کے اندر سرکار کمپنی بہادر نے
ہندوستان کو کہان سے کہان پہنچا دیا یعنی جس زمین مین لوگ مویشی تک نہین چراتے تھے
وہان اب عمدہ عمدہ کھیتیان ہونے لگین جہان زمیندار ہمیشہ باقی مالگذاری
کی علت مین پکڑے باندھے جاتے تھے وہان اب بندوبست استمراری
کی بدولت قسط بقسط زر مالگزاری ادا کرکے پانون پھیلائے بیخطر سوتے
ہین جن رستون مین بکری کا گذر نتھا وہان بگھیان دوڑتی چلی جاتی ہین
جہان امیرون کو گاڑی سواری کو میسر نہ آتی تھی وہان بیسون ریلگاڑی موجود ہی
جہان قاصد قدم نہ رکھتا تھا وہان تار برقی لگا ہوا ہی جہان قافلے نہین پہنچتے
تھے وہان اب ایک ایک بڈھیا سونا اوچھالتی چلی جاتی ہی جہان ہزار روپے کا
بیوپار ہوتا تھا وہان اب کرورون کی تجارت ہوتی ہی جنکو تمام روز کی مزدوری
مین مشکل سے پاو بھر ستو یا چنے ملتے تھے وہ اب چار آنے روز اور آٹھ آنے
روز کماتے ہین جن کاشتکارون کی کمر مین لنگوٹی تک نہین دکھائی دیتی تھی
اب وہ کردھنی لٹکائے پھرتے ہین جو جو پل نہر مہمانسرا دار الشفا بنائے اور جو جو انتظام
پولیس عدالت کیے اور جو جو اچھے آئین علوم و فنون عمل مین لائے اور جو جو اسباب
معیشت عیش و طرب اس کمپنی نے مہیا کیے یقین ہی کہ نہ کسی کے خیال مین آئے ہونگے اور
نہ کسی نے کان سے سنے ہونگے گویا اس ملک ویرانہ پہاڑ و جنگل کو ایک باغ ہمیشہ بہار
بنا دیا اور عجب شان بے نیازی ہی کہ ادھین سوداگرون اور دوکاندارون نے

بصورت کمپنی اپنے بادشاہ سے ایک وقت مین اس ہندوستان کو تجارت
کے لیئے بذریعۂ سند حاصل کیا تھا اور اب اوسی ہندوستان جنت نشان صلاحیہ
جہان کو سلطنت بیخار و خاشاک بنا کر اپنی ملکہ معظمہ وکٹوریا شاہزادی انگلینڈ
کو نذر کر دیا دوسری اگست ۱۸۵۸ء کو پارلیمنٹ سے یہہ حکم نافذ ہوا کہ
اب آیندہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے شہر کا ہندوستان سے کچھ علاقہ نہ رہین
جو کچھ اونکا روپیہ ہی اوسکا سود خزانے سے لیلیا کرین حکومت
ہندوستان مین بادشاہ کی رہے یہہ بھی خوش نصیبی ہندوستان
کی تھی کہ سوداگرون کے تحت سے نکلکر خاص ظل حمایت مین اپنے
بادشاہ کے آگیا کالے آدمی بھی ملکہ کی خاص رعیت کہلانے لگے اگر
مسلمان کوئی بادشاہ ہوتا تو بعد اس بلوے کے یہان حکم قتل عام کا دیدیتا
اور شہرون کو ویران کر گدھے کا ہل چلا دیتا لیکن صد شکر کہ اوس مہربان رحم
دل متحمل مزاج ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا نے اپنا اشتہار عفو و ترحم مین جاری کیا اور
یکم نومبر کو لارڈ کیننگ گورنر جنرل بہادر نے آپ ملاحظہ کر کر الہ آباد مین سب لوگون
کو سنایا کہ جسکے سنتے ہی تمام رعایا کا دل مثل غنچہ کھل گیا نقل اوسکی ذیل مین لکھی جاتی
ہی پڑھنے والون سے امید ہی کہ وہ خدا سے یہی دعا مانگینگے کہ یا اللہ
ہماری ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا کی سلطنت کو ہمیشہ قایم رکھ اور ایسی ملکہ عادل رعایا پرور
کو دایما ہم لوگون کا سرپرست بنائے رکھ آمین ثم آمین +

اشتہار

ملکہ معظمہ

باجلاس کونسل بنام والیان و سرداران و جمہور انام ہند

جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا بفضل خدا خدیو ممالک گریٹ برٹن و ایرلینڈ اور دیہا
و مضافات واقع یورپ و ایشیا و افریقیہ و امریکہ و آسٹرل ایشیا و ظہیر المذہب کی
طرف سے خاص و عام کی اطلاع کے لیے حسب تفصیل ذیل مشتہر کیا جاتا ہی
واضح ہو کہ بوجوہ کاملہ و بصلاح و اتفاق راے امراے ملتی و ملکی و مختاران
عوام حاضرین جلسہ پارلیمنٹ ہمنے اپنے اس ارادے کو مصمم کر لیا ہی کہ ملک
ہند کا انتظام جنکا انصرام آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو آج تک امانتاً مفوض تھا اپنے
اہتمام مین لیوین پس اس قرطاس کی رو سے ہم اطلاع دیتے اور اعلان فرماتے
ہین کہ بصلاح و اتفاق راے مذکورہ بالا کے ہمنے انتظام ملک مذکور کا اپنے
اہتمام مین لیا اور اس قرطاس کی رو سے اپنی جمیع رعایا کو جو قلمرو مذکور مین موجود
ہین تاکیداً فرماتے ہین کہ ہماری اور ہمارے وارثون اور جانشینون کی
وفاداری اور اطاعت کرین اور جس کسیکو ہم اپنے نام اور اپنی طرف سے ملک کے انتظام
کے لیئے وقت بوقت آیندہ مقرر کرنا مناسب سمجھین اوسکی فرمانبرداری کیا کرین
اور جو فرزند ارجمند معزز اور معتمد علیہ مشیر خاص نواب چارلس جان وایکونٹ کیننگ صاحب

کی وفاداری اور قابلیت اور فہم و فراست کی نسبت ہمکو اطمینان اور خاطر جمعی کلی حاصل ہی اسلیئے ہمنے صاحب موصوف یعنی وائیکونٹ کیننگ صاحب کو واسطے کرنے انتظام ممالک مذکور کے ہماری طرف اور ہمارے نام سے برعایت ہمارے احکام اور اون آئین کے جو اوس کے پاس معرفت ہمارے وزیر اعظم کے بھیجے جاوین قائم مقام اول اور ممالک مذکور کا گورنر جنرل مقرر کیا اور جو جو لوگ بالفعل کسی عہدے پر کیا ملکی کیا فوجی سرکار آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہوے ہین اونکو اس قرطاس کی رو سے اپنے اپنے عہدے پر بحال اور قائم فرماتے ہین لیکن وہ ہماری مرضی آیندہ کے مطیع رہین اور سب آئین و قوانین کی اطاعت کرتے رہین جو آیندہ نافذ کیئے جائینگے +

اور والیان ہند کو اطلاع دیجاتی ہی کہ جس جس عہد و پیمان کو خود آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے کیا یا جو اوسکی اجازت سے منعقد ہوا اون سب کو ہم نے قبول فرمایا اور اونکا ایفا بکمال احتیاط ہوتا رہیگا اور چشمداشت ہی کہ اون والیان کی طرف سے بھی اسیطرح تعمیل ہوتی رہیگی جو ملک بالفعل ہمارے قبضے مین ہی اوسے زیادہ کرنا نہین چاہتے اور جب یہہ ہمکو گوارا نہین ہی کہ کوئی اور شخص ہماری مملکت یا حقوق مین دست اندازی کرے تو ہم بھی پیش قدمی کی اپنی طرف سے بہ نسبت مملکت یا حقوق اورون کے اجازت نہ دینگے اور والیان ہند کے حقوق اور منزلت اور عزت مثل اپنے حقوق اور منزلت اور عزت کے عزیز سمجھینگے اور

ہم کو آرزو ہی کہ والیان ہند اور ہماری رعایا کو بھی وہ سعادت اور حسن اخلاق
کی ترقی حاصل ہو کہ جو ملک مین صلح اور حسن انتظام سے پیدا ہوتی ہی
جو لوازم بہ نسبت اپنی دوسری رعایا کے ہمپر واجب ہین وہی لوازم بہ نسبت
اپنی رعایاے ہند کے ہم اپنے ذمہ لازم جانینگے اور بفضل خدا وفاداری
اور راستی کے ساتھ ہم لوازم مذکور کا لحاظ کرتے رہینگے اگرچہ ہمکو مذہب
عیسائی کے صدق کی نسبت یقین کلی حاصل ہی اور جو تسلی خاطر اوس سے ہوتی
ہی اوسکا بکمال شکرگزاری اعتراف ہی تو بھی ہمکو نہ یہہ منصب نہ یہہ آرزو کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ
اپنے عقیدے تسلیم کراوین بلکہ یہہ ہمارا حکم شاہانہ اور مرضی ہی کہ نہ کسی اہل مذہب
کی بوجہ اونکے مذہب کے تائید کیجاوے اور نہ کسی کو بوجہ اوسکے اعتقادات کے تکلیف دیجاوے
بلکہ سب رعیت کی بموجب قانون کے بغیر طرفداری حفاظت ہوتی رہے اور جو لوگ
ہمارے فرمان پذیر انتظام ملک ہند کے لیئے مامور ہین اونکو بکمال تاکید ارشاد فرماتے ہین
کہ کسی ہماری رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نکرین والا نہایت ہمارا
غضب ہوگا اور یہہ بھی ہمارا حکم ہی کہ جہانتک ممکن ہو ہماری سب رعیت کو گو کسی قوم یا
مذہب کی ہو بلا تعرض و طرفداری کے ہماری ملازمت مین اون عہدون پر جنکو وے اپنی
علمیت اور قابلیت اور دیانت سے انجام دیسکتے ہون مقرر کرتے رہین
اسکا ہمکو بخوبی علم ہی کہ اہل ہند اوس ارضی کو جو اونکے بزرگون سے اونکو ورثتہً
پہنچی ہی بہت عزیز رکھتے ہین اسلیئے ہمکو بھی اسکا بڑا لحاظ ہی اور ہم بلکہ چاہتے

ہین کہ یہہ حقوق اونکے جو اراضی سے متعلق ہین بشرط ادا کرنے مطالبہ سرکاری کے محفوظ
رہین اور ہمارا حکم ہی کہ بوقت تجویز و نفاذ قانون کے عموماً حقوق قدیمی اور ملک ہند
کی رسم و رواج پر لحاظ کامل ہوتا رہے باستماع اس حال کے کہ بعض مفسدون نے جھوٹھ
جھوٹھ افواہین اوڑا کر اپنے ہموطنون کو ورغلان اونسے بغاوت و خاش کرائی اور ملک ہند
پر ایک بلا نازل کرائی ہمکو نہایت افسوس ہوا اور ہمارے اقتدار کی کیفیت تو لوگون کو
فرو کرنے فساد باغیون مین بیچ میدان کارزار کے معلوم ہوگئی ہی لیکن اب ہمارا منشا یہہ
ہی کہ ان لوگونکا عفو جرائم کرکے جو اس طرح دھوکا کھا گئے ہین اور پھر اطاعت مین
آنا چاہتے ہین اپنا اظہار ترحم کرین ✣

اس نیت سے کہ آیندہ زیادہ خونریزی ہونے نہ پاوے اور ہمارے ممالک ہند مین جلد ہی
امن و امان ہو جاوے ہمارے قائممقام اور گورنر جنرل بہادر نے ایک علاقے مین کہ جہان لوگون
نے ان ایام غدر مکروہ مین جرم مخالفت سرکار کیئے تھے اونمین سے اکثرونکو صدور عفو تقصیرات
کا بشرائط مخصوص کیا ہی اور جن لوگونکی تقاصیر نے اونکو احاطہ ترحم سے باہر کردیا ہی اونکی
سزاؤن کی بھی تشریح کردی ہی۔ چنانچہ ہم اپنے قائممقام اور گورنر جنرل کے اس عمل کو بکمال
پذیرا و قبول کرتے ہین علاوہ اسکے حسب ذیل اعلان فرماتے ہین یعنی سوا اون لوگونکے
جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا ثابت ہووے کہ رعیت سرکار انگریزی کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے باقی اور
مجرمونکی نسبت اظہار ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکاء قتل کے انصاف مقتضی اسبات کا ہی کہ اونپر ترحم ہو
جن لوگون نے جان بوجھکے قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیونکے سردار ہوئے ہون

یا ترغیب بغاوت دی ہو اونکی نسبت صرف یہی عذر ہو سکتا ہی کہ اونکی جان بخشی ہوگی لیکن ایسے
لوگونکی تجویز سزا مین اون سب احوال پر جنکے اعتبار سے وے اپنی اطاعت سے پھر گئے کامل
غور کیا جائیگا اور ان لوگونکی نسبت جو بسبب مفسدونکی جھوٹی باتون مین آکر
مجرم ہو گئے بڑی رعایت کیجائیگی باقی اور سبھون سے جو سرکار کے مقابل ہتھیار بند
ہین ہمسے جب اس وقت اسکا وعدہ ہوتا ہی کہ اگر وے اپنے اپنے گھر چلے جاوین اور اپنے
اپنے پیشہ صلح مسلسل مین مصروف ہون تو اونکے قصورات جو ہماری نسبت اور ہماری
سلطنت اور عزت کی نسبت سرزد ہوئے ہون بلا شرط معاف اور درگذر اور فراموش کر دئے جاینگے *
ہماری یہہ مرضی شاہانہ ہی کہ رحم اور عفو کی شرائط مذکور ان سبھون سے متعلق ہون
جو قبل از تاریخ یکم جنوری ۱۸۵۹ع کے شرائط مذکور کی تعمیل کرین *
اور ہماری دل و جان یہہ تمنا ہی جب ملک ہند مین خدا کے فضل سے پھر امن چین ہو جاوے
تو وہان صنائع صلح کی ترقی کرین اور افادہ خلائق کے لیئے کام مثل سڑک و طیاری
نہر وغیرہ جاری کرین اور ملک کا ایسا انتظام کیا جاوے کہ جس سے ہماری ساری رعایا
باشندہ ملک مذکور کو فائدہ ہو کیونکہ اونکی فراغبالی ہمارے لیئے موجب اقتدار اور اونکی
قناعت ہمارے لیئے باعث بیخطری اور اونکی شکرگزاری ہمارے لیئے پورا صلہ ہی اور
خدا قادر ہمکو اور ہمارے فرمانبرداران ماتحت کو ایسی توفیق دیوے کہ یہہ ہماری مرادین
واسطے فائدہ رعایائی خلائق کے اچھی طرح حسن اختتام کو پہونچین فقط